ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

14

13 تا 19 ربیع الثانی 1431ھ/30 مارچ تا 5 اپریل 2010ء

اس شمارے میں

مذاکرات کا نتیجہ؟

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب سے انٹرویو

پاکستان میں بم دھماکے کیوں؟

اوباما کا پاکستان کے خلاف اعلان جنگ

فتوحات صحابہؓ کا اصل سبق

ایک بعید از عقل مفروضہ

انتظامی خلا

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حدیثِ رسول ﷺ: ایک میزان

حدیث نبویؐ ایک ایسی صحیح میزان ہے، جس میں ہر دور کے مصلحین ومجدّدین اس امت کے اعمال وعقائد، رجحانات وخیالات کو تول سکتے ہیں، اور امت کے طویل تاریخی وعالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات وانحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اخلاق واعمال میں کامل اعتدال وتوازن اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک قرآن وحدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے۔ اگر حدیث نبویؐ کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل، کامل ومتوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور وہ حکیمانہ نبویؐ تعلیمات نہ ہوتیں، اور یہ احکام نہ ہوتے جن کی پابندی رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط وتفریط کا شکار ہوکر رہ جاتی، اور اس کا توازن برقرار نہ رہتا، اور وہ عملی مثال نہ موجود رہتی جس کی اقتداء کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ترغیب دی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) (یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات اسوۂ حسنہ ہے) اور یہ فرما کر آپؐ کے اتباع کی دعوت دی ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (آل عمران:31) (آپؐ کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا)۔ حدیث رسولؐ ایک ایسا عملی نمونہ ہے، جس کی ہر انسان کو ضرورت ہے، اور جس سے وہ زندگی اور قوت واعتماد حاصل کرسکتا ہے، اور یہ اطمینان کرسکتا ہے کہ دینی احکام کا زندگی پر نفاذ نہ صرف آسان، بلکہ ایک امر واقعہ ہے۔

حدیث کا بنیادی کردار

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

الھدیٰ (413)

سورۃ الانفال

(آیات:43-44)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿اِذۡ یُرِیۡکَھُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَنَامِکَ قَلِیۡلًا ؕ وَ لَوۡ اَرٰىکَھُمۡ کَثِیۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذۡ یُرِیۡکُمُوۡھُمۡ اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِکُمۡ قَلِیۡلًا وَّ یُقَلِّلُکُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِہِمۡ لِیَقۡضِیَ اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾﴾

’’اس وقت اللہ نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے۔ لیکن اللہ نے (تمہیں اس سے) بچالیا۔ بیشک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔ اور اُس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا، تاکہ اللہ کو جو کام کرنا منظور تھا اُسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو لڑائی شروع ہونے سے پہلے خواب میں دکھایا کہ قریش کا جو لشکر آ رہا ہے وہ کوئی بڑی طاقت نہیں بلکہ تھوڑی سی تعداد ہے، حالانکہ وہ لشکر ایک ہزار کا تھا۔ اسی بات کو یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اے نبیؐ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نیند میں وہ لشکر قلیل تعداد میں دکھایا اور اگر وہ کثیر تعداد میں دکھایا ہوتا (اور آپ اُس کا ذکر صحابہؓ کے سامنے کرتے) تو پھر اے مسلمانو، تم کمزوری دکھاتے اور ڈھیلے پڑ جاتے اور پھر اس معاملے میں کہ جنگ کرنی بھی چاہیے یا نہیں تمہارے درمیان تنازع کھڑا ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سلامتی پیدا فرما دی۔ یقیناً وہ جو کچھ سینوں کے اندر ہے، اس سے خوب واقف ہے —— یہاں ایک بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کا خواب جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ کو جو لشکرِ کفار کی قلت دکھائی گئی تھی وہ معنوی حقیقت تھی —— میدان بدر میں آنے والے کفار مکہ اگرچہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے، مگر اُن میں اکثر وہ لوگ تھے جو اپنے سرداروں کے حکم کے تحت آئے تھے، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ وہ تو ہمارے بہترین آدمی ہیں اور محمد (ﷺ) تو ہمارے گل سرسبد ہیں۔ لشکر قریش میں موجود ان خیالات کے حامل لوگ مارے باندھے آئے تھے۔ لہٰذا اُن کے اندر لڑنے کا جوش و جذبہ نہ تھا۔ وہ پرعزم نہیں تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم حق کی خاطر نہیں لڑ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کمزوری صاف عیاں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے لشکر کفار کی یہی اصل حقیقت دکھائی تھی۔ مزید برآں یہ بات بھی واضح طور پر فرما دی کہ اے مسلمانو! تمہاری تعداد بھی کفار کو تھوڑی لگ رہی تھی۔ یہ بھی اللہ کی طرف سے تھا کہ کہیں مسلمانوں کی زیادہ تعداد سمجھ کر کفار لڑائی کا ارادہ ترک نہ کر دیں۔ چنانچہ اللہ نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ جنگ ضرور ہو اور یہ دن یوم الفرقان ثابت ہو جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ اُس معاملے کو پورا کر دے جو ہونے والا تھا۔ اور تمام معاملات بالآخر اللہ ہی کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

جہاد کی فضیلت و اہمیت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ لَقِیَ اللّٰہَ بِغَیۡرِ اَثَرٍ مِنۡ جِھَادٍ لَقِیَ اللّٰہَ وَفِیۡہِ ثُلۡمَۃٌ))

(رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو بندہ اس حال میں اللہ کے حضور پیش ہوگا کہ اس میں جہاد کا کوئی اثر اور نشان نہ ہو تو اس کی یہ پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اس میں (یعنی اس کے دین) نقص اور رخنہ ہوگا۔‘‘

تشریح: راہِ خدا میں جہاد ایمان صادق کے لوازم میں سے ہے اور سچے مومن وہی ہیں، جن کی زندگی اور اعمال نامہ میں جہاد بھی ہو۔ جو شخص دنیا سے اس حال میں گیا کہ نہ تو اس نے جہاد میں عملی حصہ لیا اور نہ کبھی جہاد کی تمنا کی تو وہ ’’مومن صادق‘‘ کی حالت میں دنیا سے نہیں گیا، بلکہ ایک درجہ کی منافقت کی حالت میں گیا۔ لہٰذا ہمیں دین کی نصرت و سربلندی کے لیے اپنے جان و مال اور اپنی صلاحیتوں سے جہاد کرنا چاہیے۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ قرآن و سنت کی زبان میں ’’جہاد‘‘ صرف قتال اور مسلح جنگ ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ دین کی نصرت و خدمت کے سلسلہ میں جس وقت جس قسم کی جدوجہد کا امکان ہو، وہی اس وقت کا جہاد ہے، اور جو بندے اخلاص و للہیت کے ساتھ اس دور میں وہ جدوجہد کریں اور اس سلسلہ میں اپنی جان و مال اور اپنی صلاحیتوں کو قربان کریں، وہ عند اللہ ’’مجاہدین فی سبیل اللہ‘‘ ہیں۔

تا خلافت کی بِنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19	13 تا 19 ربیع الثانی 1431ھ 30 مارچ تا 5 اپریل 2010ء	شمارہ 14

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔ 54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذاکرات کا نتیجہ؟

مذاکرات کی میز ایک مرتبہ پھر سج چکی ہے۔ پہلے ہم نے اپنے روایتی حریف، اپنے ہندو پڑوسی ہندوستان سے مکالمہ کیا، جس پر بہت دنوں تک تبصرے ہوتے رہے۔ اب ہمارے اعلیٰ سطحی وفد کی امریکہ سے گفتگو ہو رہی ہے جس نے ہمیں نان نیٹو اتحادی کا ''اعزاز'' دے رکھا ہے۔ اس مکالمہ کو پاک امریکہ اسٹریٹیجک مذاکرات کا نام دیا گیا ہے۔ مہنگائی سے ڈسے ہوئے اور گرمی سے ستائے ہوئے لوڈ شیڈنگ کے عذاب میں مبتلا عوام مذاکرات کو تو اپنے لئے ''مذاق رات'' ہی سمجھتے ہیں اور اپنے 63 سالہ تجربہ کی بنیاد پر کچھ غلط نہیں سمجھتے' البتہ اسٹریٹیجک کے لاحقہ نے انہیں مزید پریشان کر دیا ہے کہ یہ کس بلا کا نام ہے! ''سانپ کا ڈسا رسّی سے ڈرتا ہے'' اور ''دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے'' کے مصداق عوام خوفزدہ ہیں کہ کہیں کوئی نئی مصیبت اُن کے پیارے گھر پاکستان کا رخ کرنے والی ہے؟ ترقی یافتہ ممالک کے عوام جاہل نہیں ہوتے' البتہ بے شعور ہو سکتے ہیں۔ پاکستان جیسے انتہائی پسماندہ ملک کے عوام اَن پڑھ بھی ہیں اور بے شعور بھی۔ پھر یہ کہ جمہوریت بھی یہاں قدم نہیں جما سکی کہ عوام کو اہمیت دینے کی ضرورت محسوس کی گئی ہو۔ گویا دنیا کے نکتہ نظر سے یہاں مکمل تاریکی ہے اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح کسی شخص کے حواسِ خمسہ میں سے ایک چیز کی محرومی دوسری کی بہتری کا باعث بنتی ہے اسی طرح عوام کی چھٹی حس خواص سے زیادہ تیز اور زیادہ بیدار ہوتی ہے اور پھر یہ کہ وہ اپنے تجربہ پر بہت زیادہ انحصار اور بہت اعتماد کرتے ہیں۔ 63 سال میں مذاکرات نے پاکستان کو دیا کچھ نہیں' البتہ پاکستان نے کھویا بہت کچھ ہے۔ 1948ء اور 1965ء میں ہم نے میدانوں میں جیتی ہوئی جنگ مذاکرات ہی میں ہاری۔

آیئے، پہلے ہم اسٹریٹیجک کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب یہ لفظ مذاکرات کا حصہ بنے گا تو اس کا مطلب ہے ایسی دو طرفہ گفتگو جس میں اندازِ جنگ' عسکریت اور فنِ حرب پر بات ہوگی' ایسی گفتگو جس میں جنگی معاملات پر منصوبہ بندی اور حکمت عملی پر تبادلۂ خیال ہوگا۔ اسٹریٹیجک مذاکرات کا معنی یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ کسی جنگ یا جنگی مہم جوئی کے حوالہ سے باہمی دانش کو مجتمع کیا جائے' یعنی یہ جنگی حکمت عملی اور منصوبہ بندی کی شیئرنگ ہے۔ اب یہ امریکی کمالات میں سے ایک کمال ہے اور اس کی سُپر میسی کا ایک ثبوت ہے کہ یہ گندی جنگ جسے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دیا گیا ہے اسے پاکستان کی جنگ بنا دیا گیا ہے۔ اگر اس امریکی الزام کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ افغانستان میں مقیم اسامہ بن لادن نائن الیون کے واقعہ کا ذمہ دار ہے اور امریکہ نے جوابی حملہ میں افغانستان کو تہس نہس کیا ہے تب بھی اس موقف کا کیا جواز ہے کہ جو ہمارے ساتھ نہیں وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے اور ہماری اُس کے ساتھ جنگ ہوگی۔ پاکستان کا عاقبت نا اندیش حکمران خوف اور لالچ کی بنیاد پر اس جنگ میں شریک ہو گیا۔ وہ حکمران چلتا بنا لیکن اُس کی بنائی ہوئی پالیسی ابھی تک پاکستان میں چل رہی ہے' بلکہ موجودہ حکمرانوں کی نا اہلی اور غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ امریکہ اس جنگ کو پاکستان کی طرف منتقل کر چکا ہے۔ لہٰذا طالبانِ افغانستان کو مشترکہ دشمن قرار دے کر پاکستان اور امریکہ اسٹریٹیجک مذاکرات کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کے علاوہ ہمارے ملک کا سیکولر دانشور طبقہ' جسے اسلام اور طالبان سے خدا واسطے کا بیر ہے' بڑھ چڑھ کر اسے پاکستان کی جنگ قرار دے رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ پاکستان کی جنگ ہے تو ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم امریکہ کو جنگی کارکردگی کے بل ارسال کر کے اس سے ڈالر وصول کریں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک صلیبی جنگ ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑی جا رہی ہے۔ صلیبی جنگیں ماضی میں بھی

مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین لڑی گئیں۔ قطع نظر اس سے کہ ان جنگوں میں کس کی فتح اور کس کو شکست ہوئی' دونوں متحارب قوتوں کے درمیان صف بندی بالکل واضح ہوئی' ایک طرف عیسائی اور دوسری طرف مسلمان ہوتے تھے۔ اس صلیبی جنگ میں ایک طرف مسلمان مجاہدین ہیں اور دوسری طرف عیسائی قوتیں' جبکہ مسلمان حکمران بدقسمتی سے عیسائی قوتوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

اس صورت حال میں اور اس پس منظر میں پاک امریکہ اسٹریٹیجک مذاکرات کا نتیجہ کیا ہوگا اور ہمارے حوالے سے کسے کامیابی قرار دیا جائے گا؟ وہ کامیابی یہ ہوگی کہ ہم پرانی تنخواہ پر کام کرنے سے انکار کردیں گے اور طالبانِ افغانستان کو مارنے' بھگانے اور پکڑوانے پر امریکہ ہمیں مزید انعامات سے نوازے گا' مراعات دے گا اور بھارت کے حوالے سے کچھ رعایتیں دینے پر آمادہ ہوجائے گا۔ ع قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند! گویا سوال یہ نہیں ہے کہ دیکھا جائے کہ ظالم اور غاصب کون ہے' حق پر کون ہے اور ناحق پر اصرار کسے ہے۔ یعنی حق و باطل کا میزان نہیں لگایا جارہا' عدل اور ظلم کا تقابل نہیں کیا جارہا' سچ اور جھوٹ کو نہیں پرکھا جارہا' بلکہ مذاکرات اس نکتہ پر ہورہے ہیں کہ ظلم' جبر اور جھوٹ کا ساتھ دینے کے لیے اتنا نہیں اتنا لیں گے۔ کم لینا حکومت پاکستان کی ناکامی اور زیادہ لینا کامیابی ٹھہرے گی۔

امریکہ اپنے مقاصد کے حوالے سے واضح ہے۔ اُسے سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ کرنا ہے' اسے گریٹر اسرائیل کے قیام میں یہودیوں کی مدد کرنا ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ متبادل اسلامی نظام جو سرمایہ پرست نظام کی جڑوں پر کلہاڑا بن کر گرسکتا ہے اُس نظام کو دنیا میں کہیں قائم نہیں ہونے دینا۔ اگر طالبان افغانستان میں واپس آگئے تو وہ ایسے عادلانہ اور مثالی نظام کی نظیر قائم کرسکتے ہیں کہ دنیا اُس کو اپنانے کے لئے آگے بڑھے اور یہودیوں کے قائم کردہ اُس ظالمانہ نظام سے دنیا کو نجات ملے جس سے انہوں نے ساری دنیا کو معاشی طور پر جکڑا ہوا ہے۔ امریکہ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس جنگ کی آڑ میں پاکستان کو غیر مستحکم اور انتشار کا شکار کرکے اُسے ایٹمی اسلحہ سے محروم کردیا جائے' کیونکہ گریٹر اسرائیل کے قیام تک پاکستان میں مخلص مسلمانوں کی حکومت وجود میں آگئی تو اسرائیل کی سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہوجائے گا۔

ہم اپنے حکمرانوں سے سوال کرتے ہیں کہ وہ امریکہ سے ڈالرکس خدمت گزاری پر وصول کرنا چاہتے ہیں؟ طالبانِ افغانستان کے خون کی قیمت' نظام اسلام سے بچنے کی قیمت اور گریٹر اسرائیل کے قیام میں مدد کی قیمت؟ ہم حکمرانوں کی خدمت میں عرض کیے دیتے ہیں کہ وہ کسی سودا بازی سے پہلے تاریخ کا مطالعہ کرلیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ وفاداریاں خریدنے والوں نے بعدازاں فروخت کنندگان کو عبرت ناک انجام سے دوچار کیا۔ ملت کے غدار کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کیے بغیر جہنم واصل ہوگئے۔ ہم اپنی سیاسی قیادت سے تو کوئی توقع نہیں رکھتے' البتہ عسکری قیادت سے ہمیں کچھ توقعات ہیں کہ وہ مجموعی صورت حال کا جائزہ لے کر اپنی سابقہ پالیسی کو نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرکے امریکہ کو صاف صاف کہہ دیں گے کہ افغانستان سے اپنا بستر گول کرے اور افغانیوں کو افغانستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے دے۔ OO

بقیہ: آخری معرکہ

ایران کے ساتھ دو طرفہ معاہدہ کرنے پر تیار ہے) چین کی شراکت کو خوش آمدید کہہ چکا ہے۔ چین اور پاکستان پہلے سے ایک مجوزہ پائپ لائن بچھانے کی تجویز پر غور کررہے ہیں، جو مشرق وسطی سے خام تیل کو مغربی چین پہنچانے کے لیے ہوگی۔ پاکستان خلیجی ریاستوں سے چین کے لیے تیل منگوانے کا مختصر ترین ممکنہ راستہ ہے۔ چین اس پائپ لائن پر ہونے والی لاگت کا کچھ حصہ برداشت کرے گا۔ یہ پائپ لائن جنوبی پاکستان کی بندرگاہ گوادر سے شاہراہ قراقرم سے ہوتے ہوئے چین تک بچھائی جائے گی۔ اس پائپ لائن کے استعمال سے آبنائے ملاکا پر چین کا انحصار کم ہوجائے گا، جو تنگ بھی ہے اور غیر محفوظ بھی، اور جس کے ذریعے چین اپنے تیل کی کل درآمدات کا 80% منگوانے پر مجبور ہے۔ چین اسلام آباد کو گوادر کے ساتھ ملانے کے لیے ایک ریلوے لائن بچھانے پر بھی غور کررہا ہے۔ خیال ہے کہ یہ بندرگاہ (گوادر) اس ملٹی بلین ڈالرز کے خرچ سے تعمیر ہونے والی گیس پائپ لائن کو مارکیٹ تک پہنچانے کے لیے بطور ٹرمینل کام کرے گی، جو ایران کے جنوبی حصے والے آئل فیلڈز، قطر اور ترکمانستان کے دولت آباد آئل فیلڈ سے بچھائی جائے گی۔

☆☆☆

بقیہ: انتظامی خلا

کرلیتا ہے۔ پھر یہ خودکشی کرنے والے ایک دن سوچ لیتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہی ہے تو دو تین ایسے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر مریں جن کی وجہ سے ان کی زندگی جہنم بن چکی ہے۔

جس دن اسلام آباد کے نواح میں ہنگامے جاری تھے، میں ایک ٹی وی پروگرام میں ایک ماہر دماغی امراض کے ساتھ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پروگرام میں ایک لرزا دینے والا واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا میرے پاس ایک مریض آیا جس نے اپنی گردن چھری سے کاٹنے کی کوشش کی تھی۔ زخمی حالت میں بیٹیاں اسے لے آئیں۔ میں نے پوچھا، خودکشی کیوں کی۔ کہنے لگا میری چھ بیٹیاں ہیں۔ میں ان کا رزق تلاش نہیں کرسکا۔ آپ کو خدا کا واسطہ میری بیٹیوں کو ہسپتال کے مردہ خانے میں رکھ لو اور جس طرح میڈیکل کے طالب علم لاشیں خرید کر علم الابدان Anatomy کی تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ میری زندہ بیٹیوں کے جسم سے یہ علم حاصل کرلیں، تاکہ ان کے کھانے پینے کا کوئی بندوبست ہوسکے۔ یہ اور ایسے کئی شخص جو روزانہ خودکشی کرتے ہیں ایک ایسا لاوا بن رہے ہوتے ہیں جو کسی بھی روز ابل پڑتا ہے۔ جہاں پولیس کی چوکی میں انصاف، ہسپتال میں علاج، سکول میں تعلیم، معاشرے میں روزگار اور شہر میں عزت میسر نہ ہو، وہاں ایک ایسا خلا پیدا ہوتا ہے جسے پھر کوئی منظم، طاقتور اور غصے سے بھرا ہوا گروہ ہی آکر پُر کرتا ہے۔ مظلوم اور مجبور لوگوں کو کچھ پتہ نہیں چلتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ کیسا ہے، اس کے نظریات کیا ہیں۔ وہ تو غصے کی آگ میں ابل رہے ہوتے ہیں، ان کے غصے کا لاوا اس گروہ کی رگوں میں خوب بھر کر دوڑنے لگتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

نفاذِ اسلام سے پہلوتہی کے سبب ہم قومیتوں میں بٹ گئے، اور ایک قوم نہ بن سکے

جہاد فی سبیل اللہ کا ماٹو رکھنے والی فوج کو صلیبی اور ابلیسی قوتوں کی مدد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے

افغانستان اور عراق کی جنگوں کے پیچھے اصل محرک یہودی مفادات کا تحفظ ہے

عدلیہ کی آزادی سے اہل پاکستان کو آئینی حدود کے اندر عدل وقسط کی فراہمی کے امکانات بڑھ گئے ہیں

ملک میں شریعت نافذ نہ کرنا ہمارا سب سے بڑا جرم ہے

ملکی حالات اور ملی صورتحال پر

روزنامہ نوائے وقت اور ایکسپریس میں شائع ہونے والے

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے خصوصی انٹرویو کا مکمل متن

انٹرویو: وسیم احمد

مرتب: محبوب الحق عاجز

س: کیا آپ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟ اور کیا یہ پاکستان کو بہتری کی سمت لے جا رہے ہیں؟

ج: موجودہ حکمرانوں کی کارکردگی کے بارے میں یہ بات بلا خوف تردید کی جاسکتی ہے کہ اس سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہے۔ خود پیپلز پارٹی کے اپنے کارکن بھی حکومت سے انتہائی غیر مطمئن نظر آتے ہیں۔ اور دوسری سیاسی جماعتیں اس کو کس نظر سے دیکھتی ہیں، یہ سب کو معلوم ہے۔ زرداری صاحب انسانی ہمدردی کی بنا پر ووٹ لے کر صدر تو بن گئے لیکن شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو یہ سمجھتا ہو کہ واقعی وہ اس منصب کے اہل تھے۔ پیپلز پارٹی کے آنے سے مہنگائی بے انتہا بڑھ گئی ہے جس سے عوام کے لیے قافیۂ حیات شدید طور پر تنگ ہو گیا ہے۔ ملک کو معاشی طور پر مزید پستی میں مبتلا کر دیا گیا۔ اُس پر قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا ہے جو آئندہ سالوں میں پاکستان کے لیے گلے کا طوق ثابت ہوں گے۔ حکومت کی کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ مزید برآں سیاسی سطح پر کیے گئے پختہ وعدوں سے صدر صاحب کے انحراف نے نہ صرف داخلی سطح پر شدید بحران پیدا کیا بلکہ عمومی اخلاقی زوال میں بھی اس سے اضافہ ہوا۔ لہٰذا حکومت کی کارگردگی مجموعی طور پر ناقابل اطمینان ہے۔

لیکن اِن سب سے بڑھ کر جو پہلو تشویش کا ہے، وہ یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد صدر مشرف نے امریکہ کی عالم اسلام کے خلاف جس جنگ میں ہراول دستہ بننے کا فیصلہ کیا تھا اور جو تباہ کن پالیسی اپنائی تھی، موجودہ حکومت بھی اُسی کو لے کر چل رہی ہے۔ یہ جنگ جسے وار آن ٹیرر قرار دیا گیا ہے، اسے شروع ہی میں جارج بش نے صلیبی جنگ کا نام دیا تھا۔ یہ واقعی صلیبی جنگ ہے۔ اس میں پوری عیسائی ورلڈ امریکہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ جنگ دراصل اسلام کے خلاف ہے۔ نئی حکومت سے یہ توقع کی جا رہی تھی کہ پرویز مشرف کے ہٹنے کے بعد اِس جنگ میں پاکستان کے فرنٹ لائن اتحادی بننے کی پالیسی میں کوئی بنیادی تبدیلی لائے گی اور حقیقت پسندانہ نقطہ نظر اپنایا جائے گا۔ اسی طرح اس ملک میں اسلامی تشخص کے خاتمے کے لیے جو کوششیں پرویزی دور میں ہو رہی تھیں، توقع تھی ان پر بھی کوئی نہ کوئی قدغن لگے گی، اور شاید ملک ایک مرتبہ پھر اپنی اصل منزل کی طرف گامزن ہو سکے گا۔ بدقسمتی سے یہ ساری توقعات نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ حکومت کسی کی بھی ہو، بااختیار خواہ صدر زرداری ہوں، وزیراعظم گیلانی ہوں یا جنرل اشفاق پرویز کیانی، حقیقتاً اب بھی وہی پالیسیاں چل رہی ہیں جو پرویز مشرف نے اپنائی تھیں۔ حالانکہ یہ بہت نازک ایشو ہیں۔ اِن سے پاکستان کا مستقبل اور اسلامی تشخص وابستہ ہے۔ موجودہ حکمرانوں نے تو مشرف دور کی پالیسیوں کو امریکہ کے لیے مزید سازگار بنا دیا ہے۔ ہمارے نقطۂ نگاہ سے یہ بات اس لیے تشویشناک ہے کہ افغانستان پر طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ نے جو یلغار کی، بغیر ثبوت کے کی۔ تنظیم اسلامی کے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک میٹنگ میں پرویز مشرف کی موجودگی میں یہ بات کہی تھی کہ امریکہ کا بغیر ثبوت فراہم کئے طالبان پر اس طرح حملہ کر دینا عدل وانصاف کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے اور ہمارا اسلامی حکومت کے خلاف کفار کا ساتھ دینا دین سے غداری کے مترادف ہے۔ افغانی ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ پھر طالبان کی اسلامی حکومت کی حفاظت کرنا، دنیا کے ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اگر ہم مسلمان ہوتے ہوئے صلیبی، ابلیسی قوتوں کا ساتھ دے کر اسلامی حکومت کو ختم کریں، کفار کے ساتھ تعاون کریں اور اس پر فخر کا اظہار کریں کہ ہم نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے تو یہ ایک اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور شدید اندیشہ ہے کہ اس جرم کی پاداش میں ہم اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اس وقت ہم خوفناک صورتحال سے دوچار ہیں۔ ہم بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کی رو سے یہ عذاب ناشکرے لوگوں پر آیا کرتا ہے، وہ لوگ کہ جو دین سے بے وفائی کریں۔ اس وقت پاکستان کے تمام سوچنے سمجھنے والے لوگ چاہے، وہ دینی طبقات ہوں یا سیکولر حلقے، فنڈامنٹلسٹ ہوں یا لبرل، اور چاہے ایک زمانے میں رائٹ اور لیفٹ کی جو تقسیم تھی، اُس کے مطابق رائٹ سے تعلق رکھتے ہوں یا لیفٹ سے، سب کے نزدیک پاکستان اپنی تاریخ کے مشکل ترین اور نازل

ترین دور سے گزر رہا ہے اور اس کی بقا کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب اس لیے ہے کہ ہم نے دین سے، اسلامی اصولوں سے بے وفائی کی، پاکستان میں ہم نے اسلامی نظام قائم نہیں کیا اور افغانستان پر امریکی یلغار کے موقع پر اللہ کے وفاداروں کا ساتھ دینے کی بجائے، ابلیس کے وفاداروں کا ساتھ دیا۔ تو یہ نتائج تو نکلنے تھے، جو آج نکل رہے ہیں۔ اب بھی پاکستان کی بہتری اسی میں ہے کہ ہم اپنے اس غلط قدم کو واپس لیں۔ تبھی حالات تبدیل ہوں گے اور ملک کے اندر استحکام آئے گا، پھر رفتہ رفتہ یہاں خوشحالی بھی آئے گی، بشرطیکہ ہم واقعی یہاں پر اللہ کے دین کو قائم اور غالب کریں اور اس ملک کو دورِ حاضر میں نظامِ خلافت راشدہ کا ایک نمونہ بنالیں۔

آپ نے حکومت کے اقدامات کے بارے میں پوچھا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جو اقدامات اُٹھا رہی ہے، یہ پاکستان کو بدترین تباہی کے آخری کنارے تک لے جانے والے ہیں۔ ہماری فوج جس کا شمار دنیا کی بہترین افواج میں ہوتا ہے۔ اُس کا ماٹو ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اُسے صلیبی افواج اور ابلیسی قوتوں کی مدد کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ ہمارے لیے یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ اگر یہ صورت برقرار رہی تو پھر دشمنوں کے وہ خدشات شاید پورے ہو جائیں جن کا مختلف مغربی تھنک ٹینکس کی طرف سے اظہار کیا جاتا رہا ہے، کہ پاکستان عنقریب کئی حصوں میں بٹ جائے گا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور وفاق پاکستان کا خاتمہ ہو جائے گا۔

س: چیف جسٹس کی بحالی کے بعد عدلیہ کی آزادی اور معاشرتی برائیوں کے حوالے سے الیکٹرانک میڈیا کے کردار کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج: جہاں تک عدلیہ کا سوال ہے تو یہ یقیناً مایوسی کے گھپ اندھیروں میں امید کی ایک کرن ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ عدلیہ آزاد ہوئی ہے، لیکن یہ آزادی ابھی محدود ہے۔ حکومت نے روزِ اول سے عدلیہ کے ساتھ محاذ آرائی اختیار کی۔ پرویز مشرف کو ہٹاتے ہوئے جو چیزیں طے کی گئی تھیں، اُن میں نارواتاخیر کی گئی اور معاملات کو بہت بگاڑا گیا، لہٰذا اس سے وہ نتائج ابھی تک حاصل نہیں ہو سکے جن کی توقع کی جارہی تھی۔ تاہم عدلیہ کے معاملات درجہ بدرجہ بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ عدلیہ کی آزادی سے اہلِ پاکستان کو آئینی حدود کے اندر عدل و قسط کی فراہمی کے کچھ امکانات بڑھ گئے ہیں، جو یقیناً خوش آئند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عدلیہ کو موقع دیا گیا، اور ججوں کی خالی سیٹوں کو پُر کرنے کا کام مثبت انداز سے مکمل کرلیا گیا تو اِس میں مزید بہتری آئے گی۔ ان شاءاللہ

پاکستان میں میڈیا کو ایک حد تک آزادی حاصل ہے۔ اگرچہ سوات آپریشن کے معاملے میں میڈیا پر بھی پابندی تھی اور میڈیا کے نمائندے اس علاقے میں نہیں جاسکتے تھے۔ یہ ایک اعتبار سے حقائق کو چھپانے والی بات ہے۔ دراصل جب نیتیں خراب ہوتی ہیں تو میڈیا پر بھی پابندی لگادی جاتی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میڈیا عوام کو آگاہی دے رہا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ ایک بہت مثبت کام ہے، اور اس سے ملکی معاملات کے حوالے سے عوام کی شعوری سطح بہت بلند ہوئی۔ ہمیں اس بات کو سراہنا پڑے گا۔ لیکن اگر خالص اسلامی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں تو آج ہمارا میڈیا بھی اُسی طرح زوال کا شکار ہے جس طرح کہ پوری قوم کو دینی و نظریاتی اعتبار سے انحطاط کا سامنا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں ابلیسی قوتیں میڈیا کو مغربی تہذیب کے فروغ اور بے حیا مادر پدر آزاد معاشرہ کے قیام کے لیے استعمال کر رہی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی میڈیا پر وہی لوگ غالب نظر آتے ہیں، جو اسی ابلیسی فکر کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستانی قوم کے اخلاق کی تعمیر اور ان کی کردار سازی میں مجھے میڈیا کا کوئی حصہ نظر نہیں آرہا، بلکہ اس معاملے میں میڈیا میں منفی پہلو غالب ہے۔

معاشرتی برائیوں کو اُجاگر کرنے میں اگرچہ میڈیا نے کچھ کام کیا ہے، لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اس حوالے سے میڈیا بہت بڑھ کر کام کرسکتا ہے بشرطیکہ اِسے صحیح استعمال کیا جائے۔ اگر ہم اس ملک کو واقعی اسلام کے نظامِ اخوت و حریت و مساوات اور عدل و قسط کے حوالے سے ایک مثالی ریاست بنانا چاہتے ہیں جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا لحاظ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پورا پورا خیال رکھا جائے، تو اس ضمن میں میڈیا بہت مثبت کردار ادا کرسکتا ہے، جس کا ہمیں انتظار ہے۔ اللہ کرے کہ جو لوگ میڈیا کو لیڈ کر رہے ہیں، وہ اس حوالے سے بھی قوم کی اصلاح کی فکر کریں اور صحیح کردار ادا کریں۔

س: کہا جاتا ہے کہ ''واران ٹیرر'' مفادات کی جنگ ہے۔ آپ کے خیال میں پاکستان اور افغانستان میں امریکی مفادات کیا ہیں؟

ج: جہاں تک امریکہ کے مادی مفادات کا تعلق ہے، اُن سے انکار نہیں ہے۔ عراق کے حوالے سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہاں پر تیل کے ذخائر ہیں۔ امریکہ معاشی طور پر بتدریج کمزور ہو رہا ہے، اور یہ سودی معیشت کا شاخسانہ ہے۔ امریکی حکومت اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ مقروض حکومت ہے۔ تو اس اعتبار سے یقیناً عراق اور افغانستان میں امریکہ کے کچھ مادی مفادات بھی تھے۔ اسی طرح معدنی خزانے ہیں، ان کا ایک بہت بڑا مرکز افغانستان ہے۔ پھر یہاں سے راستہ وسط ایشیائی ریاستوں تک کھلتا ہے، جہاں تیل کے بڑے ذخیرے ہیں، امریکہ کی نظران پر بھی ہے۔ لیکن جس طرح نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا، اور اس کے بعد افغانستان پر حملہ کردیا گیا، اس سے یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ امریکہ کا اصل ہدف مسلمانوں کی جہادی قوت کا خاتمہ ہے۔ عراق اور افغانستان کی جنگوں کے پیچھے اصل محرک یہودیوں کے مفادات کا تحفظ ہے، جو گریٹر اسرائیل بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ فلسطین کی ریاست قائم ہونے کے بعد اب وہ بے تاب ہیں کہ جلد از جلد ان کا وہ خواب پورا ہو اور گریٹر اسرائیل قائم ہو جائے۔ اس کے لیے حالات اب بہت حد تک سازگار ہیں۔ اس معاملے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ عراق کو سمجھا جاتا تھا، تو اسے تہس نہس کر دیا گیا ہے۔ گویا امریکہ کی جنگ دراصل یہودی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ عراق جنگ کے زمانے میں امریکی آرمی کی قیادت نے یہ اعتراف کیا تھا کہ ہم یہ جنگ اسرائیل کے تحفظ کے لیے لڑ رہے ہیں۔ امریکہ کے پیشِ نظر تیل کی دولت اور دوسرے مادی مفادات بھی ہیں، لیکن یہ ثانوی ہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ امریکہ یہود کی کٹھ پتلی بن کر اُن کے مفادات کو پورا کرنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

> پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ کر ایٹمی تنصیبات پر قبضہ یہودیوں کا ہدف ہے
>
> دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شرکت کرکے ہم اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں

اب تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عراق پر وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار رکھنے کے جو الزامات لگائے گئے تھے، وہ جھوٹے تھے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ افغانستان اور پاکستان کے معاملات بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ پاکستان کو اسرائیل پہلے ہی دن سے اپنا دشمن نمبر 1 سمجھتا ہے اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اسرائیل کے وزیر اعظم بن گوریان نے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد کہہ دیا تھا کہ ہمیں اصل خطرہ عربوں سے نہیں، پاکستان سے ہے۔ حال ہی میں اسرائیل نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے شدید تحفظات کا اظہار کر کے اپنی پاکستان دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ عالمی الیکٹرانک میڈیا پر یہودیوں کا کنٹرول ہے۔ انہوں نے پاکستان کے ایٹم بم کو اسلامی بم قرار دے کر پوری دنیا کے لیے ایک الارم بجانے کی کوشش کی ہے، اور یہ دہائی دی ہے کہ وہ اِس خطرے سے نمٹنے کے لیے تیار رہے۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا اور ایٹمی انسٹالیشنز کو اپنے کنٹرول میں لینا بہت ضروری ہے، یہ اُن کا ایک ہدف ہے۔ جس کے لیے انہوں نے امریکی گھوڑے کو آگے بڑھایا ہوا ہے۔ بدنام زمانہ امریکی سیکورٹی ایجنسی بلیک واٹر کا اسلام آباد، پشاور اور پاکستان میں جگہ جگہ مراکز قائم کرنا، یہودی مذموم سازش کو آگے بڑھانے اور اُن کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے ہے۔ افغانستان سے یہود کو اصل خطرہ جہادی سپرٹ کے حوالے سے تھا، اور ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں جہادی روح بیدار ہوگئی تو ان کے پوری دنیا پر حکومت کرنے کے تمام خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ وہ اگرچہ پوری دنیا کی دولت اور وسائل کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے خواب میں پہلے ہی بہت حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ لیکن پوری دنیا پر یہودی تسلط اور نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ مسلمانوں کی جہادی روح ہے۔ قرآن مجید میں آیات جہاد و قتال ہیں، وہ انہیں اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ معلوم ہوتی ہیں۔ درست ہے کہ اپنے مخصوص مفادات کے تحت امریکہ نے ماضی میں جہاد کو سپورٹ کیا۔ افغانستان پر روسی یلغار کے زمانے میں جب امریکہ نے دیکھا کہ افغانستان کے لوگ بڑے مضبوط ہیں اور وہ روس کے تسلط کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، تو اُس نے روس سے اپنی پرانی شکست کا بدلہ چکانے کی خاطر افغان مجاہدین کی بھرپور مدد کی۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ انہی کی سپورٹ سے یہاں جہاد کو فروغ ملا۔ لیکن بعد میں انہیں احساس ہوا کہ یہ جہاد اب ہمارے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوگا۔ افغانستان میں طالبان گورنمنٹ کے قیام کے بعد وہاں اسلامی جہاد کے فروغ اور اس میں پورے عالم اسلام سے لوگوں کی شرکت سے گویا افغانستان جہاد کا ایک مرکز اور نرسری کا کام دے رہا تھا۔ لہٰذا انہیں سخت تشویش لاحق ہوئی۔ چنانچہ جہادی قوتوں کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے نائن الیون کا یہ سارا ڈرامہ رچایا۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کر کے افغانستان پر حملہ کر دیا گیا۔ افغانستان پر یلغار کا اصل محرک یہ تھا۔ ہاں یہود نے امریکیوں کو اور بھی سبز باغ دکھائے تھے۔ امریکیوں کے پیش نظر یہ بات بھی ہے کہ وسط ایشیائی ریاستوں میں بہت تیل اور بہت قیمتی معدنی ذخائر ہیں۔ یہ چیز بھی اُن کے لیے باعث کشش تھی۔ لیکن افغان جنگ کا اصل محرک اور فیصلہ کن عامل جہادی قوت کا خاتمہ ہے، اس کے ثبوت موجود ہیں۔ اس بارے میں معروف صحافی عابد اللہ جان کی کتاب "Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade" ٹھوس شواہد فراہم کرتی ہے۔ مصنف نے دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ نائن الیون سے پہلے ہی افغانستان پر حملے کی پوری پلاننگ کر لی گئی تھی۔ نائن الیون تو اس کی تیاری کا ایک حصہ تھا۔ اور اس کا اصل مقصد طالبان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ اور ایسے عناصر کو کچلنا تھا جو دنیا میں حقیقی اسلامی حکومت یا خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی غرض سے انہوں نے کل افغانستان پر حملہ کیا اور اسی کی خاطر آج وہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہماری حکومت کے ذریعے فوجی ایکشن کروا رہے ہیں۔

س: دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے کردار کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج: میں اس بارے میں بہت ہی سخت رائے رکھتا ہوں۔ اشارتاً پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شرکت کر کے ہم اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے اور اُس کے غضب کو بھڑکا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پاکستان میں ہمارے دشمنوں کے عزائم پورے ہونے کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ اگر ہم نے اب بھی اپنا قبلہ درست نہ کیا اور امریکہ کی غلامی میں آگے بڑھتے گئے، اور جرائم پیشہ افراد کی بیخ کنی کی آڑ میں اپنے ہی بے گناہ شہریوں اور ایسے مسلمانوں کو جن کے اندر جہادی روح بیدار ہو چکی تھی، کچلنے کے لیے امریکہ کے دست و بازو بنے رہے، تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔

س: آپ کے خیال میں پاک بھارت مذاکرات میں مسئلہ کشمیر اور پاکستانی دریاؤں میں پانی کی کمی جیسے مسائل میں پیش رفت ممکن ہے؟

ج: پاک بھارت مذاکرات کی ایک طویل تاریخ ہے، جس سے صاف عیاں ہے کہ انڈیا مذاکرات کے بہانے محض وقت گزاری کر رہا ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے ناپاک ایجنڈا کو پورا کرنے میں بھرپور پیش رفت کرتا ہے۔ اِسی نے آج ہمیں یہ دکھایا ہے کہ ہمارے دریاؤں کے پانی سے انڈیا نے ہمیں محروم کر دیا ہے۔ موجودہ حالات میں قوم کو قائد اعظم کی وہ بات زیادہ بہتر طور پر سمجھ آئے گی کہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ ظاہر ہے، ہمارے سارے دریا کشمیر سے آ رہے ہیں۔ یہ شہ رگ بھارت کے ہاتھ میں ہے، اور اب اس نے اس پر اپنا کنٹرول مستحکم کر لیا ہے۔ دراصل بھارت حقیقی معنوں میں ہمارا ازلی دشمن ہے۔ اُس نے پاکستان کے وجود کو ایک دن کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا۔ تقسیم کی اس لکیر کو مٹا کر پاکستان کے وجود کو مٹانا ہر ہندو کے دل کی آواز ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہندو مسلمان سے ڈرتا تھا، لیکن اس کے بعد ہم نے دنیاداری میں پڑ کر اپنے آپ کو اتنا کمزور کر لیا کہ اب ہمیں وہ آنکھیں دکھاتا ہے۔ اللہ کی ایک سنت کہ مسلمان قوم جب دنیاداری اور دولت پرستی میں گرفتار ہو جائے اور اپنی دینی ذمہ داریاں کو بھول جائے، تو پھر اس میں کمزوری آ جاتی ہے۔ دشمنوں کے دلوں سے اس کی دھاک اور ہیبت ختم ہو جاتی ہے، اور اقوام عالم اُسے لقمہ تر بناتی ہیں۔ اگر ہم دنیا پرستی میں مبتلا نہ ہوئے ہوتے اور ہم نے یہاں اسلامی نظام کو نافذ کر کے پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنایا ہوتا تو جہاد کے ذریعے بہت پہلے ہی کشمیر حاصل کر چکے ہوتے۔ اب بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا قبلہ درست کریں اور نفاذ شریعت کی جانب پیش قدمی کریں۔ اگر ہماری قوم اور حکمرانوں نے اپنا قبلہ درست نہ کیا، اللہ کی وفاداری نہ کی، یہاں پر دین و شریعت کو نافذ اور قائم کرنے کے لیے ٹھوس پیش رفت نہ کی تو اندیشہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم کشمیر سے بھی بالکلیہ محروم ہو جائیں بلکہ ہم ہر معاملے میں بھارت کے دست نگر بن جائیں گے۔ امریکہ اُس کی پشت پر ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ہمیں ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اگر خدانخواستہ امریکہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب

ہو گیا تو پھر بھارت کے مقابلے میں پاکستان کی حیثیت بالکل صفر ہو جائے گی۔

س: پاک بھارت مسائل کے حل کے لیے کوئی ملک ثالثی کا کردار ادا کر سکتا ہے؟ آپ کے خیال میں کون سا ملک بہتر ثالث ہو سکتا ہے؟

ج: اگر کوئی ثالثی ہو سکے اور اس کے ذریعے مسئلہ کشمیر اور پانی کے مسائل حل ہو جائیں تو یہ خوش آئند بات ہو گی۔ ہم بہت عرصے سے اس کے لیے تیار ہیں، بلکہ اپنے سب سے بڑے دشمن امریکہ کو بھی ثالث ماننے کے لیے آمادہ ہیں، جو دوستی کے پردے میں ہمارے ساتھ مسلسل دشمنی کر رہا ہے۔ یہ بھارت ہے جو ثالثی نہیں مانتا۔ اگر ثالثی ہو اور سعودی عرب یا چین کے ذریعے ہو، یا کوئی اور ایسے ممالک ثالثی کریں جو دونوں ملکوں کے لیے قابل قبول ہوں تو یقیناً اس راستے کو بھی اختیار کیا جانا چاہیے۔

س: نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کے حوالے سے پاکستان میں جاری فوجی آپریشن کا منطقی انجام کیا ہو گا؟

ج: امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان امریکہ کے ساتھ پورا تعاون کر رہا ہے۔ وہ اُس کا فرنٹ لائن اتحادی ہے۔ اسی حوالے سے ہمارے ملک میں بھی فوجی آپریشن جاری ہے۔ سوات اور جنوبی وزیرستان میں ایسے آپریشن ہو چکے ہیں، اور قرائن یہ بتاتے ہیں کہ شمالی وزیرستان میں بھی آپریشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکی غلامی میں ہمارا اس حد تک چلے جانا کہ اپنی فوج کو اپنے ہی لوگوں کے خلاف صف آرا کر دیا جائے اور بے گناہوں کا قتل عام ہو، یہ ملک کے لیے نہایت مہلک صورت حال ہے۔ جب بھی فوجی ایکشن ہوتا ہے تو اس میں بے شمار بے گناہ لوگ جان سے ہاتھ دھو ڈالتے ہیں۔ نتیجتاً وہاں کے لوگوں میں فوج کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہماری حکومت جن کو مجرم کہہ رہی ہے، ان میں بھی صحیح معنوں میں جرائم پیشہ افراد تو بہت کم تھے، زیادہ تر تو وہ مخلص جہادی عناصر ہیں، جن کو امریکہ کچلنا چاہتا ہے۔ حکومت پاکستان نے کچھ عرصہ پہلے تک امریکہ کے اس دباؤ کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے تھے، اور ان کو یہ جواب دیا تھا کہ شمالی وزیرستان میں ہم فوجی آپریشن نہیں کریں گے۔ اس سے کچھ امید کی کرن پیدا ہوئی تھی کہ شاید اب ہمیں یہ بات سمجھ میں آ گئی ہے، مگر یہ امید نقش بر آب ثابت ہوئی۔ یہ بات کسے نہیں معلوم کہ اس وقت ہمارا سب سے بڑا دشمن امریکہ ہے۔ پاکستان کے اندر دہشت گردی کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں، اُن میں امریکی سی آئی اے، موساد اور را کا ہاتھ ہے۔ خود بلوچستان میں جو تخریبی کارروائیاں ہوتی ہیں، اور علیحدگی پسندوں کو جو قوت مل رہی ہے، اس کے پیچھے بھی را اور سی آئی اے ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو ہر آدمی جانتا ہے۔ وہ لوگ کہ جن کی بڑی تعداد اللہ اور اس کے دین کے وفاداروں پر مشتمل ہے، جو امریکہ کے ظلم کو ظلم کہتے ہیں، جنہوں نے اس کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے، اور اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اور انہوں نے اللہ کی مدد سے افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج کو ناکوں چنے چبوا دیے ہیں۔ امریکہ کے دباؤ پر ان کا قتل عام کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اور اس ظلم کی اللہ تعالیٰ ہمیں شدید سزا دے گا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ سزا پوری قوم کو ملے گی، اس لیے کہ اس ظلم پر پوری قوم خاموش ہے۔ چاہیے یہ تھا کہ قوم کے سنجیدہ عناصر اس پر کھڑے ہوتے اور اپنی حکومت کو مجبور کرتے کہ وہ یہ فیصلہ واپس لے۔ یہ امریکہ کی جنگ ہے، ہماری جنگ نہیں ہے۔ امریکی دباؤ پر ہم نے جو سوات اور وزیرستان آپریشن کیے ہیں، یہ قومی اعتبار سے ہمارے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ کیا ہم دیکھ نہیں رہے کہ امریکہ نے کہہ دیا ہے کہ وہ ایٹمی ٹیکنالوجی میں ہماری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ اُس نے پاور پلانٹ لگانے میں بھی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ حیرت ہے کہ ہمارے ازلی دشمن کے ساتھ تو وہ ایٹمی حوالے سے معاہدے کر رہا ہے، اُس کی ایٹمی قوت کو مزید فروغ دینے میں بھرپور تعاون کر رہا ہے، اور ہمارے ساتھ اُس کا یہ سلوک ہے۔ نوائے وقت کے اداریہ نگار نے بالکل صحیح لکھا کہ اب تو یہ بات ہماری سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ یہ جنگ ہماری نہیں ہے۔ امریکہ اگر ہمارے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے تو ہمیں اب دوٹوک انداز میں no more کہہ دینا چاہیے۔ امریکہ کو صاف کہہ دیا جائے کہ اس جنگ میں ہم تمہارے ساتھ مزید تعاون نہیں کر سکتے اور امریکہ کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ وقت آ گیا ہے کہ قوم موجودہ ظالمانہ پالیسی اور مجرمانہ تعاون کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو۔

> نائن الیون کے بعد صدر مشرف نے امریکہ کی عالم اسلام کے خلاف جس جنگ میں ہراول دستہ بننے کا فیصلہ کیا تھا اور جو تباہ کن پالیسی اپنائی تھی، موجودہ حکومت بھی اُسی کو لے کر چل رہی ہے

س: پاکستان کا مسئلہ نمبر 1 کیا ہے، اور آپ اس کا کیا حل تجویز کرتے ہیں؟

ج: پاکستان آج مسائلستان بنا ہوا ہے۔ اس کا سبب ہماری اپنی ہی غلطی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہترین موقع عطا کیا تھا کہ ہم اس ملک کو اسلام کا گہوارا بناتے۔ معمار پاکستان قائداعظم نے بھی کہا تھا کہ اللہ نے ہمیں ایک زریں موقع دیا ہے کہ ایک جاندار مسلمان قوم کے طور پر اپنی قوم اور وطن کی تعمیر کریں اور اُسے دور حاضر میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے ایک نمونہ کے طور پر پیش کر سکیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان کے بننے کے فوراً بعد یہاں اسلام نافذ کر دیا جاتا۔ اس ملک میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ پاکستان کی آبادی کا نوے فیصد سے زیادہ مسلمان ہیں۔ مگر افسوس کہ یہاں پر شریعت نافذ نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہندو اور انگریز کی دوہری غلامی سے نجات دی تھی، اور معجزانہ طور پر یہ ملک عطا کیا تھا۔ معجزانہ اس لیے کہ گاندھی بھی اس کے خلاف تھا، نہرو اس کے خلاف تھا، اور اس سے بڑھ کر ہندوستان کا آخری وائسرائے ماؤنٹ بیٹن بھی اس کے خلاف تھا۔ اس کے باوجود پاکستان کا معرض وجود میں آنا اللہ کی خصوصی تائید کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ضرورت اس بات کی تھی کہ اللہ سے کیے گئے اپنے وعدے کے مطابق ہم اس ملک میں نظام خلافت کا بول بالا کرتے، مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ بدقسمتی سے بانی پاکستان کی صحت ابتدا ہی میں خراب ہو گئی۔ قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد قوم کو اُن کی رحلت کا صدمہ جھیلنا پڑا۔ قوم نے اپنی ٹاپ کی قیادت سے محروم ہونے کے بعد میچورٹی کا ثبوت نہیں دیا۔ اس نے نفاذ اسلام کی ذمہ داری کو قطعاً محسوس نہیں کیا۔ یہ ہمارا امتحان تھا، جس میں ہم ناکام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ جب کسی کو زمین میں غلبہ واقتدار عطا کرتا ہے تو پھر دیکھتا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے انگریز کے چھوڑے ہوئے 1935ء کے

برٹش ایکٹ کو نافذ کر دیا اور وہی آج تک نافذ ہے۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے ہوتے ہوئے بھی ہم یہاں پر شریعت کی عمل داری قائم نہیں کر سکے۔ اللہ کے دین کا نفاذ نہ ہونا ہی ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اس ملک کے لوگ ایک قوم تھے۔ ہندو کے خلاف سب مسلمان تھے، مگر نفاذِ اسلام کی ذمہ داری سے پہلو تہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم قومیتوں میں بٹ گئے ہیں۔ علاقہ پرستی، فرقہ وارانہ کشیدگی، صوبائیت اسی کے مظاہر ہیں۔ یہ اس بڑے جرم کے نتائج ہیں۔ اس صورتحال کا علاج کیا ہے؟ علاج یہ کہ دردمند لوگ اب اکٹھے ہوں اور اس ملک کو واقعتاً اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے نفاذِ شریعت کا مطالبہ لے کر اُٹھیں اور اس معاملے کو منطقی انجام تک پہنچائیں۔ اسلام ہی کی بنیاد پر ہم ہندو کے خلاف بھی ایک ہوئے تھے، اب بھی ہمیں اپنے تمام مسائل سے چھٹکارا تبھی ملے گا، جب اسلامی نظام کے قیام کے لیے ہم اکٹھے ہو جائیں۔ پھر ان شاء اللہ سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور اللہ کی مدد بھی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قیام پاکستان کے وقت بھی ہماری مدد کی تھی۔ بعد میں بھی قدم قدم پر اللہ نے ہماری مدد کی ہے۔ جس کا سب سے نمایاں مظہر ہماری ایٹمی صلاحیت ہے۔ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت کا ملنا اللہ کی خصوصی مدد کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں علم و تحقیق کا جو معیار ہے، اُسے دنیا میں کہیں بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ہم اس باب میں کسی شمار قطار میں نہیں آتے۔ اس کے باوجود اللہ نے ہمیں وہ صلاحیت عطا کی جو دنیا کے چوٹی کے چند ممالک کو حاصل ہے، کیا یہ معجزہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہماری بہت بڑی تائید ہے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نفاذِ اسلام کے فریضے سے روگردانی کے نتیجے میں سزا کے طور پر ہم آدھا ملک گنوا چکے، مگر افسوس کہ ہم نے اس سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اگر ہم اب بھی سبق سیکھ لیں اور ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں کہ آج ہم اس خراب حالت کو کیوں پہنچے، اس کا اصل سبب کیا ہے، کہاں غلطی ہوئی اور پھر شعوری طور پر اس غلطی کا ازالہ کریں، اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور اُس کے دین کے ساتھ وفاداری کریں، پوری قوم دین پر چلنے کا عہد کر لے، تو پھر ان شاء اللہ اللہ کی مدد ضرور آئے گی، اور تمام معاملات سدھرتے چلے جائیں گے، اور پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک مضبوط، خوشحال اور مستحکم اسلامی ریاست کے طور پر ابھرے گا اور اسلام کے ایک مضبوط قلعہ کی حیثیت سے ترقی کرے گا۔

☆☆☆

پاکستان کے شہروں میں دھماکے کیوں؟

پاکستان کے زمینی حقائق پر مبنی ایک فکر انگیز تحریر

سید خالد سجاد
انجینئر و پرنسپل (ر) واپڈا اسٹاف کالج، اسلام آباد

یہ مارچ کی آٹھ تاریخ کی صبح تھی اور میں دفتر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا، بلکہ ابھی ناشتہ سے بھی فارغ نہیں ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکے نے ہم سب کو ہلا کر رکھ دیا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ دھماکہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ ہر شخص اپنے خیالات کی اڑان کے مطابق تعبیر کر رہا تھا۔ میں سمجھا کہ کوئی ٹرانسفارمر پھٹ گیا ہوگا۔ میری شریک حیات بولیں کہ کوئی چھت گر گئی ہوگی۔ اور میرا بیٹا سمجھ رہا تھا کہ یہ آواز کسی بم پھٹنے سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

میں گھر سے نکلا ہی تھا کہ Rescue 1122 کی شور مچاتی ہوئی گاڑیاں ماڈل ٹاؤن لاہور کی سڑکوں پر دوڑتی نظر آئیں اور اُن کا رُخ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ادارے قرآن اکیڈمی کی جانب تھا۔ بات اب سمجھ آ چکی تھی، کیونکہ کچھ عرصہ قبل پولیس کے ایک دفتر نے ایک کوٹھی کرائے پر لے لی تھی۔ اور اکیڈمی سے ملحقہ سڑک پر بیریئر لگا کر اُسے دونوں اطراف سے بند کر دیا تھا یعنی اُس پورے علاقے پر اب پولیس قبضہ جما چکی تھی۔ جس کی شکایت میں نے ڈاکٹر صاحب اور ان کے عملے سے بھی کی۔ ڈاکٹر صاحب کیا بلکہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی بھی بے بس تھی۔ کیونکہ پولیس کے خلاف حکومت کا کوئی افسر بھی کچھ تذکرہ سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا کیونکہ تمام جائز یا ناجائز کام اس کے بغیر کروانے ممکن نہیں ہوتے اور خاص طور پر وہ پولیس جو اپنے دفاتر شہر کے باہر رکھنے کی بجائے اپنے بچاؤ کے لیے نہ صرف شہر کے اندر بلکہ رہائشی علاقہ کے اندر کھولنے کو ترجیح دیتی ہو اور اس مکان کے باہر سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر کے اپنے آپ کو محفوظ بنا کر عوام کو اذیت اور مصیبت میں مبتلا کرتی ہو، اس سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اُسے تو پیشگی ہی حکومت کی آشیرباد حاصل ہوتی ہے۔

اور پھر میری آنکھوں کے سامنے اپنے ایک عزیز دوست عدنان عبدالغفور کا چہرہ گھوم گیا، جسے اپنے بھائی ڈاکٹر علی عبدالغفور کی لاش لاہور کے شاہی قلعے سے وصول کرنی پڑی تھی اور اُس کی داستان غم سناتے وقت وہ نہ صرف اپنا چہرہ بلکہ اپنی قمیض بھی گیلی کر چکا تھا، ورنہ اکثر لاپتہ افراد سے تو صرف اللہ ہی واقف ہوگا، کیونکہ ان کے اعزہ و اقارب تو ان کے انتظار میں تصویریں اُٹھائے ابھی تک انصاف کے انتظار میں قصرِ صدارت، پارلیمنٹ ہاؤس یا پھر سپریم کورٹ کے سامنے کھڑے اس لیے نظر آتے ہیں کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ اُن کے بارے میں کچھ بتا سکے! اور جب سارا دن گزرنے کے بعد بھی کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو بھیگی پلکوں کے ساتھ شام کو اس طرح گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں، جیسے پاکستان پر اب مسلمانوں کی جگہ شیطانی قوتوں نے غلبہ حاصل کر لیا ہو، اور اقبال اور قائداعظم کے پاکستان کا حلیہ تک بگاڑ کر رکھ دیا ہو۔

وہ جوان بچے جو تبلیغی جماعتوں کی ترغیب پر اصلاح معاشرہ کی خاطر گھر سے نکلنے پر آمادہ ہو گئے اور اپنے چہرے پر سنت رسولؐ (داڑھی) کو سجا لیا اور کچھ زیادہ وقت مسجد کو دینے لگے، یہ بھول گئے تھے کہ پاکستان کو تو کب کا ہندوستان اور اسرائیل فتح کر چکے ہیں۔

کسی بھی ملک کو فتح کرنے کے لیے اب ایٹم بم نہیں، غداروں کی ضرورت ہوتی ہے، جو ان کے اشاروں پر ناچ سکیں۔ غداران دین و وطن کی ہمارے

ہاں کوئی کمی نہیں۔ یہ اپنی غلاظت سے سارے معاشرے کو تباہ کرر ہے ہیں۔ یہ دشمنوں کے کہنے پر ہماری نوجوان نسل کو برباد کرر ہے ہیں۔ یہ میڈیا کے ذریعے پوری قوم کو بے حیائی کی طرف اس طرح لے جارہے ہیں کہ اس سے پیچھا چھڑانا اب ممکن نہیں رہا۔ اگرچہ چند ایک پروگراموں میں ثقہ بند علماء کو بھی اسلام کی تعلیمات بیان کرنے کا موقع دیا جاتا ہے، مگر اشتہارات کی شکل میں خوبرولڑکیوں کی ننگی بانہوں اور نیم برہنہ جسم اور فیشن شوز لوگوں کو پٹری سے اتارنے کے لیے کافی ہوتے ہیں اور وہ مشرقی معاشرہ جو کبھی ہمارا فخر تصور کیا جاتا تھا، اب دقیانوسی خیال کیا جانے لگا ہے۔ اور جب ایمان ڈانواں ڈول ہو جائے تو پھر قوم کو معاشی ناہمواری کی زنجیروں میں جکڑ لیا جاتا ہے۔ امیر کو زیادہ امیر اور غریب کو غریب تر بنا کر آقا اور غلام کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔ حکومت اور اُمراء کو عیاشیوں کے لیے قرض لینے کی لت پڑ جاتی ہے۔ اس حمام میں سب ننگے ہو جاتے ہیں۔

جب حکومت خود اپنے عوام پر ظلم کرنے لگے تو پھر وہ لوگ جن کے بچے اور والدین ڈرون حملوں کی نظر ہو جائیں تو وہ کیا پھر کبھی پاکستان کے حامی ہوسکیں گے؟ اور کیا اس طرح صوبہ سرحد کو پاکستان کے خلاف کر کے اُسے ملک سے الگ کرنا آسان نہیں ہو جائے گا۔ بلوچستان میں بھی شورش برپا ہے۔ سندھ میں بھی سندھی اور غیر سندھی کی تحریک کو ہوا دی جارہی ہے۔ اس سب کا مقصد پاکستان کو اس قدر کمزور کر دینا ہے کہ وہ اپنی ایٹمی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ہندوستان کو اپنا بڑا بھائی بنا کر محکومیت قبول کرے۔ اور پھر ہندوستان اور چین کے درمیان متوقع جنگ شروع کروا کر دونوں کی ایٹمی توانائی اسی علاقے میں استعمال کرا کر ختم کر دی جائے۔ اور چین امریکہ کے خلاف اُسے استعمال کرنے کے قابل نہ رہے۔ اس طرح امریکہ کے صدر (اور بالواسطہ یہود) کو زمین میں خدا کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔ موجودہ حالات کے پیش نظر امریکہ کی یہ خواہش بیس سے پچیس سال تک شاید پوری ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے حکمران بھی شاید یہی چاہتے ہوں، لیکن اب بھی چند ایک ''بیوقوف'' جب ان کے خلاف جہاد کی اذان بلند کرنے لگتے ہیں تو ان کو کچلنا فوری طور پر ضروری ہوتا ہے اور اس کی سزا اُن لوگوں کے والدین اور خاندان کو تاحیات اس طرح دی جاتی ہے کہ وہ نہ جی سکتے ہیں اور نہ مر سکتے ہیں۔

ہماری حکومت جمہوری ہونے کے باوجود نہ تو امریکہ کے ڈرون حملے رکوا سکی اور نہ ہی ملک میں خانہ جنگی کی فضا کا خاتمہ کر سکی۔ ہمیں اپنے ملک کے مسائل جمہوری انداز میں آپس میں بیٹھ کر طے کرنے چاہئیں اور اگر ہم مسائل کا حل جنگ میں تلاش کریں یا پھر غیر ممالک کی ہدایت پر فوجی آپریشن شروع کر دیں گے تو پھر کبھی بھی یہ ملک قائم نہیں رہ سکتا۔ ہمیں اپنے اندر ایک دوسرے کا نکتہ نظر جاننے اور سمجھنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیے اور بیٹھ کر مسائل کا حل صلح سے نکالنے کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ مشرقی پاکستان کا حل اگر ہم نے طاقت سے نکالنے کی کوشش نہ کی ہوتی تو آج پاکستان اور بنگلہ دیش ایک ہی ملک ہوتے۔ اگر ہم نے اب بھی عقل کے ناخن نہ لیے تو پھر پاکستان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس وقت ''معاشی دہشت گردی'' اور بدامنی نے عوام کا سکون اور چین لوٹ لیا ہے، اور یہی ہمارے دشمن کی فتح ہے!!

اگر ہم اب بھی دوست اور دشمن میں تمیز نہ کر سکیں اور چند سکوں کی خاطر اپنے ملک کے لوگوں کو دوسروں کے حوالے کر کے ڈالر کماتے رہیں تو یقین کیجیے، حکومت کا انجام انقلاب فرانس یا روس سے مختلف نہ ہوگا، کیونکہ ہم اپنی خودی اور خودداری کھو چکے ہوں گے۔ اگر ہماری حکومت ہی اپنے ملک کے لوگوں کو گرفتار کر کے اور انہیں انتہائی اذیت دے کر اُن کے وہ ''جرائم'' اگلوانے لگے، جو ان کے تخیل سے بھی ماوراء ہوں تو حکمرانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ آج وہ جو دوسروں کے ساتھ کر رہے ہیں، کل وہ بھی اس سے بچ نہ سکیں گے، اور کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ضرور آئیں گے۔ اور جو اذیت وہ دوسروں کو دے رہے ہیں انہیں بھی اس کا مزہ چکھنا پڑے گا، بلکہ شاید اس سے کہیں زیادہ!

ڈاکٹر علی غفور شہید جو فوجی افسر کے بیٹے تھے، کے دل میں دین اسلام کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، جو اسے آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ سر پر سفید عمامہ پہنے اور چہرے پر سنت رسول سجائے، ہمیشہ لوگوں کی ہدایت کے لیے مگن، یہ نوجوان مئی کی ایک دوپہر یہود اور نصاریٰ کے ایجنٹ پرویز مشرف کے اہل کاروں نے CIA اور FBI کے ایجنٹوں کی دیہاڑی لگانے کے لیے غیر قانونی طور پر اُٹھا لیا۔ اسلام کے دشمنوں نے اس نوجوان پر ظلم کے پہاڑ توڑے، اور اسے شہید کر دیا۔ ڈاکٹر محمد علی شہید کے والدین اپنی کوششوں سے اس کی لاش (dead body) حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ کوئی پہلا مسلمان نوجوان نہیں جو اس ظلم اور جبر کا شکار ہوا۔ اس سے پہلے مناواں سے دو ڈاکٹر بھائیوں کو غیر قانونی طور پر اُٹھایا گیا اور بعد میں شہید کر دیا گیا۔ ڈاکٹر علی کے ٹھیک 6 مہینے بعد اس کے دوست انجینئر فیصل کو اسلام آباد جاتے ہوئے اُس کے دوست سمیت ظلم کے ہرکاروں نے اغوا کر لیا اور آج تک اس کی کوئی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے، اور کس عقوبت خانے میں پڑا ہے۔ اس کی والدہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئیں کہ ''خدا کے لیے میرے بیٹے کے بارے میں یہ تو بتا دو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں یہ ملک چھوڑ دوں گی۔''

واللہ ان ظالموں نے اس ملک کی زمین اس ملک کے باسیوں پر تنگ کر دی ہے۔ ظلم وستم کی اتنی داستانیں پچھلے دس سالوں میں رقم ہو چکی ہیں کہ قلم کار کا ہاتھ تھک جاتا ہے مگر ظلم کی یہ داستانیں ختم نہیں ہوتیں۔ یہ ظلم آخر کب تک؟

ضرورت اکاؤنٹنٹ

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی کے شعبہ مالیات میں ایک اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے۔ اہلیت کی شرائط درج ذیل ہیں۔

تعلیم: بی کام (کمپیوٹر پر اکاؤنٹس کے کام کی اہلیت Finalization تک)

عملی میدان میں تجربہ رکھنے والے اور رفقاء تنظیم کو ترجیح دی جائے گی

خواہشمند حضرات اپنی درخواست مع فوٹو کاپی اسناد تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر کو ارسال کریں

ناظم بیت المال مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون:042-36316638-36366638

آخری معرکہ

اوباما کا پاکستان کے خلاف اعلانِ جنگ!

ترجمہ: محمد فہیم

ویبسٹر گریفن ٹارپلے (Webster Griffin Tarpley) ایک مصنف، صحافی، لیکچرر اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے خارجی اور داخلی پالیسیوں کے نقاد کے طور پر شہرت رکھتا ہے۔ ٹارپلے کا خیال ہے کہ 11 ستمبر کے حملوں کی منصوبہ بندی ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس اور امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے بدنام زمانہ پرائیویٹ نیٹ ورک اور کارپوریٹ میڈیا نے مل کر کی تھی۔ ٹارپلے اس قسم کے جھوٹے آپریشنوں کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے نشاندہی کرتا ہے کہ ایسے کئی واقعات مغربی دُنیا میں پہلے بھی رونما ہو چکے ہیں۔ اس حوالہ سے وہ انگلینڈ میں 1605 کے ''گن پاوڈر پلانٹ'' (Gun Powder Plant) سازش کا تذکرہ کرتا ہے۔ ٹارپلے کا زیرِ نظر مضمون:

"The Final Showdown: Obama Declares War on Pakistan"

جو پاکستان کو توڑنے سے متعلق امریکہ کے گھناؤنے عزائم اور سازشوں کی نشاندہی پر مشتمل ہے، قبل ازیں ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 11 میں شائع کیا گیا ہے۔ مضمون کی خصوصی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر اب اسے اردو قالب میں ڈھال کر افادۂ عام کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

یکم دسمبر 2009ء کو اوباما نے ویسٹ پوائنٹ (West Point) میں جو تقریر کی تھی، اُس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ جنگ کی یہ بڑھتی ہوئی ظالمانہ کارروائی اب صرف افغانستان تک محدود نہیں رہے گی بلکہ ایسا لگتا تھا کہ یہ تو پاکستان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہ ایک نئی اور وسیع جنگ ہے جس کا نشانہ 16 کروڑ انسانوں کا ملک پاکستان ہے، جو ایک ایٹمی طاقت ہے۔ اس قضیے میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ افغانستان تو ٹوٹ ہی جائے گا۔ اب یہ بُش اور ڈک چینی والی افغان جنگ نہیں رہے گی، بلکہ یہ معاملہ درجہ بدرجہ آگے بڑھے گا۔ یہ ایک ایسی کارروائی معلوم ہوتی ہے جس میں اسلام آباد کی مرکزی حکومت کو برباد کر کے ملک کو خانہ جنگی، اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے، تقسیم کرنے اور عمومی بدنظمی میں جھونکنے کی کوشش کی جائے گی۔ منصوبہ یہ ہے کہ افغان جنگ کو پورے طور پر پاکستان منتقل کر کے اس ملک کو نسلی خطوط پر توڑ دیا جائے۔ یہ بالواسطہ جنگ ہے، جس میں دوسرے لوگ اور گوریلے جنگی طور طریقے رُوبہ کار لائے جائیں گے تاکہ پاکستان کو حملہ کا شکار بنایا جاسکے جس پر امریکہ اور اُس کی جارحیت میں شامل اُس کے اتحادی براہِ راست اور کھلے حملے کی ہمت نہیں رکھتے۔ اس جنگ میں طالبان کو ''امریکی پراکسی'' کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ پاکستان کے خلاف اس جارحیت سے اوباما کے پیشِ نظر مقصد یہ ہے کہ وسطی ایشیا اور یوریشیا کے مرکز (Hub) کے خلاف بڑے کھیل (اقدام) کو مؤثر بنایا جاسکے۔

امریکہ کھلی جارحیت کی جرأت نہیں کرسکتا

افغانستان میں موجودہ جاری خانہ جنگی دراصل امریکہ کے اُن عزائم کے لیے ایک پردہ کا کام دیتی ہے، جنہیں وہ اس خطے میں جیو پولیٹیکل عدم استحکام پیدا کرنے کے لیے بطور ایک پردہ (Cover) استعمال کرتا ہے۔ اس کام کے لیے وہ چاہتا ہے کہ افغانستان کی سرزمین کو ایک تختہ یا ''لانچنگ پیڈ'' کے طور پر استعمال کیا جائے۔ ظاہر ہے، یہ عدم استحکام پیدا کرنے کے لیے امریکہ براہِ راست یا پاکستان میں کھلی جارحیت تو نہیں کرسکتا۔ بُش اور ڈک چینی نے مطلق العنانی اور جارحیت کی جو بیہودہ اور مکدر دُنیا بنا رکھی ہے، اُس میں یقیناً پاکستان پر براہ راست حملہ کے لیے کوئی بہانہ تو گڑھ لیا جاتا، تاہم ایسا اس لئے نہ ہوسکا کہ پاکستان ایک بڑا ملک ہے اور امریکہ اس حد تک کمزور اور دیوالیہ ہو چکا ہے کہ وہ کسی ایسے بوجھ کا اب متحمل نہیں ہوسکتا۔ مزید برآں پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے۔ اُس کے پاس ایٹم بم بھی ہے اور اُسے لے جانے والے میڈیم رینج میزائل بھی موجود ہیں۔ جس عجیب کیفیت کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں وہ ایٹمی ڈیٹرینس (Atomic Deterrence) کا عجوبہ ہے کہ وہ کس طرح کام کر رہا ہے!

امریکہ پاکستان پر حملہ کے لیے کوئی بحری بیڑا بھیجنے کی جرأت نہیں کرسکتا اور نہ پاکستان کے قریب کوئی ایئر بیس قائم کرسکتا ہے، کیونکہ اُسے پاکستانی ایٹمی ہتھیاروں سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ذوالفقار علی بھٹو اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی کاوشیں بار آور ثابت ہو چکی ہیں، جنہوں نے پاکستان کو ایٹمی ڈیٹرینس استعداد (Atomic Deterrence Capebility) سے ہمکنار کرایا۔ لیکن امریکہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے جواب میں چاہتا ہے کہ اُس پر نیوکلیائی سطح سے نچلی سطح کا حملہ ہو جائے، یہاں تک کہ وہ عام روایتی جنگی سطح سے بھی نیچے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہاں آ کر بات کھل جاتی ہے کہ ایسا کرنے کے لیے امریکہ افغان سول وار (خانہ جنگی) کو پاکستان لا کر اس پر مسلط کرنے کے حربے استعمال کر رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے ناٹو (NATO) اتحادی جس چیز کے متلاشی ہیں وہ یہ ہے کہ پاکستان پر کس قسم کا وار مؤثر ہوگا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ نسلی بنیادوں پر تصادم اور نفرت کو بڑھاوا دینے کے لیے امریکہ اب افغانستان اور پاکستان میں بسنے والے نسلی گروہوں کے نقشے کو استعمال میں لا رہا ہے۔

پختونستان

امریکہ اور نیٹو نے اپنا منصوبہ پشتون نسلی گروہ سے شروع کر رکھا ہے، جس سے طالبان کی اکثریت کا نسلی تعلق ہے۔ پشتون قوم افغانستان کی آبادی کے ایک بڑے حصے کی نمائندگی کرتی ہے۔ امریکہ حکمت عملی کے تحت قصداً پشتونوں پر مظالم ڈھاتا ہے، اُن پر تشدد کرتا ہے، اُن کو قتل کرتا ہے اور ایسے اقدامات کرتا ہے جن کی وجہ سے ان پشتونوں میں مخالفت اور بڑھے گی۔ اوباما نے افغانستان کے لیے جو مزید 40 ہزار امریکی اور نیٹو افواج کا مطالبہ کیا ہے وہ زیادہ تر ہلمند صوبے اور اُن دوسرے علاقوں میں متعین کئے جائیں گے، جہاں پشتون اکثریت میں ہیں۔ اس کا مجموعی اثر یہ ہوگا کہ اس سے ان آزاد پشتونوں میں کابل اور بیرونی قبضہ کے خلاف بغاوت کا مادہ اور بڑھے گا۔ ساتھ ہی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے بنیاد پرست،

جنگجو مجاہدین کو پاکستان کے سرحد کے اندر دھکیلا جائے گا، جہاں وہ پاکستانی حکومت کے ساتھ برسرپیکار ہوجائیں گے۔ امریکی امداد براہِ راست وارلارڈز اور ڈرگ لارڈز کو تیزی کے ساتھ پہنچنا شروع ہوجائے گی، جس سے مرکز گریز رجحانات کو تقویت ملے گی۔ پاکستانی پشتون علاقوں میں امریکی آپریشن میں بغیر پائلٹ طیاروں سے بے تحاشا قتل عام' سی آئی اے کے ذریعے سے قتل اور بلیک واٹر خفیہ بندوقچیوں کے ذریعے قتل کے علاوہ دہشت گردوں کے قتل بھی شامل ہیں۔

ایسے اقدامات کسی خوددار اور خودمختار قوم کے لیے ناقابل برداشت ہوتے ہیں۔ جب بھی پشتونوں پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اسلام آباد کو امریکہ کے ساتھ قابل نفرت معاہدوں کا مجرم ٹھہراتے ہیں، جن کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ اوباما کا فوری اور اہم ہدف یہ ہے کہ پاک افغان صورت حال کے تناظر میں تمام پشتونوں میں طالبان کے زیراہتمام علیحدگی پسندی کی ایک عام بغاوت برپا کردے، جس سے کابل اور اسلام آباد دونوں میں قومی یگانگت واتحاد تہ وبالا ہوجائے۔

بلوچستان

دوسرا نسلی گروہ جسے اوباما برانگیختہ کرکے بغاوت اور علیٰحدگی پر اُکسانا چاہتا ہے، وہ بلوچ ہے۔ اوباما کی نئی پالیسی کا ایک ناگزیر حصہ یہ ہے کہ وہ سی آئی اے پریڈیٹرز (Predators) اور دوسرے ہلاکتوں والے ڈرونز کے حملوں کو بلوچستان تک پھیلائے۔ اس کے لیے ایک بہانہ (ایک رپورٹ کے مطابق) یہ ہے کہ اُسامہ بن لادن اور اس کا ایم آئی 6 ساتھی ایمن الظواہری دونوں بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں کہیں روپوش ہیں، جہاں وہ نام نہاد کوئٹہ شوریٰ کے سرخیلوں کی حیثیت سے مصروف عمل ہیں۔ اس کے ساتھ بلیک واٹر کی ٹیمیں بھی آگے آگے ہیں۔ ایرانی بلوچستان میں سی آئی اے قاتل جنداللہ تنظیم کی مالی معاونت کررہی ہے۔ بلوچستان کی بغاوت پاکستان اور ایران دونوں کی قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کردے گی۔ اس سے امریکی پالیسی کے دو اہم اہداف پاکستان اور ایران کے تباہ وبرباد ہونے کی راہ نکل آئے گی۔

اوباما کی ''روبی گولڈ برگ'' حکمت عملی

ویسٹ پوئنٹ (West Point) سے اعلان کردہ امریکی حکمت عملی بالکل Rube Gold Berg کے انوکھے طریقے سے مشابہت رکھتی ہے۔ حقیقت کی دنیا میں القاعدہ دراصل سی آئی اے کا اپنا تیار کردہ عرب ''دہشت گرد'' گروہ ہے اور امریکہ کی سرکاری دُنیا میں ہر دشمن ''القاعدہ ہے''۔ یہاں تک کہ امریکی حکومت کے مطابق چند ایک ''بیش قیمت'' القاعدہ جنگجو افغانستان میں رہ گئے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ امریکی افواج کا ارتکاز افغانستان میں کیوں ہو، جہاں ''القاعدہ'' نہیں ہے، یہ تو پاکستان میں ہونی چاہیے، جہاں ''القاعدہ'' موجود ہے۔

کیا اوباما نے اعلان جنگ کردیا؟

اوباما کی تقریر نے پاکستان اور افغانستان کے درمیان فرق پر دھندلا پن طاری کردیا، جو بہرحال دو علیٰحدہ خودمختار ممالک ہیں اور دونوں اقوام متحدہ کے ممبر ہیں اور ہر ایک کے علیٰحدہ حقوق اور پہچان ہے۔ ویسٹ پوئنٹ ملٹری اکیڈمی میں کیڈٹوں سے بھرے ہوئے ہال میں خطاب کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صدر اوباما بالکل پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے ہیں۔ ہر لمحے جب انہوں نے افغانستان کا نام لیا تو اس سے پہلے پاکستان کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری فکرمندی ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح پاکستان کے حوالے سے زیادہ ہے، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ القاعدہ اور دوسرے انتہا پسند نیوکلیئر ہتھیاروں کے درپے ہیں اور ہم پوری یقین کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انہیں (حاصل کریں اور) استعمال کریں گے۔ اوباما کا ایسا سمجھنا بھی ایک بہت ہی افسوسناک امر ہے کیونکہ امریکی اہلکاروں نے حال ہی میں اس بات کی توثیق کی ہے کہ پاکستانی ہتھیار (ایٹمی) بالکل محفوظ ہیں۔

2007ء کے موسم گرما کے دوران اوباما' جسے (اُس کے مشیر اور پروموٹر) ذبگ نیو برزنسکی نے پٹی پڑھائی تھی' اُس امریکی پالیسی کا مبتدی تھا، جس کی رو سے وہ چاہتا تھا کہ امریکہ پاکستان کے اندر سیاسی ہلاکتوں کے لیے پریڈیٹر ڈرونز کا استعمال روا رکھے۔ ہلاکتوں کی وہی پالیسی اب بڑے پیمانے پر مسلح افواج کی تعداد میں اضافے کے ساتھ بڑھائی جارہی ہے۔ وہائٹ ہاؤس نے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں سی آئی اے کے ڈرون پروگرام کو وسعت دینے کی اجازت دے رکھی ہے، جو صدر کے افغانستان میں تیس ہزار مزید فوجی بھیجنے کے متوازی چل رہی ہے۔ امریکی حکام پاکستان کے ساتھ بلوچستان میں پہلی بار ممکنہ حملوں کو وسعت دینے کیلئے گفت وشنید کررہے ہیں۔ یہ ایشو متنازعہ ہے کیونکہ بلوچستان قبائلی علاقہ جات سے باہر کا علاقہ ہے اور یہی علاقہ ہے جہاں پر افغان طالبان کے روپوش ہونے کا گمان کیا جاتا ہے۔ امریکہ جنگی پائلٹوں کی بہ نسبت زیادہ تعداد میں پریڈیٹر اپریٹرز کو ٹریننگ دے رہا ہے۔

عظیم تر بلوچستان

پروفیسر چوسودوسکی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیاں بلوچستان میں بغاوت کو بھڑکانے پر کام کررہی ہے۔ 2005ء میں یو ایس انٹیلی جنس کونسل کے ایک رپورٹ اور سی آئی اے کی ایک پیشین گوئی (جس میں پاکستان کے لیے ''یوگوسلاویہ جیسے انجام'' کی ایک دہائی دی گئی ہے) کے مطابق یہ ملک سول وار' خونریزی اور بین الصوبائی دشمنیوں جیسے کہ بلوچستان میں حال ہی میں ظہور پذیر ہوچکی ہیں کا شکار ہوجائے گا۔ این آئی سی، سی آئی اے کے مطابق 2015ء تک پاکستان ایک ''ناکام ریاست'' (Faild State) ہوچکا ہوگا، کیوں یہ خانہ جنگی، مکمل طالبانائزیشن اور طالبان کے ایٹمی ہتھیاروں پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوششوں کے نتیجے میں بری طرح متاثر ہوجائے گا۔ دراصل واشنگٹن چاہتا ہے کہ ایک گریٹر بلوچستان وجود میں آئے جس میں ایرانی بلوچستان اور ممکنہ طور پر افغانستان کی جنوبی پٹی شامل ہو۔ اس منصوبے کے نتیجہ میں پاکستان اور ایران کی سیاسی شکست وریخت ہوجائے گی۔ ایرانی بزعم خود اس سے غافل دکھائی دیتے ہیں کہ امریکہ بلوچستان میں اُن کے علاقہ کے اندر کوئی جنگی کاروائیاں کرنے کا ارتکاب کررہا ہے۔

توانائی کی راہ مسدود کرنا

سوال یہ ہے کہ امریکہ پاکستان کو توڑنے میں اتنے انہماک سے کیوں لگا ہوا ہے؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان روایتی طور پر چین کا فوجی اور اقتصادی ساتھی ہے۔ امریکہ اور برطانیہ عالمی سطح پر چین کی پیش رفت میں خلل ڈال کر اُس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خصوصی اہمیت یہ ہے کہ وہ توانائی کی ایک گزرگاہ کے طور پر کام آسکتا ہے، تاکہ کشمیر کے اوپر ہمالیہ پر سے پائپ لائن کے ذریعے چین کی ایرانی اور ممکنہ طور پر عراقی تیل تک رسائی میں مدد دے سکے۔ اسے ''پائپ لائنستان ایشو'' کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے چین کو زمینی راستہ سے ایک ایسی یقینی گارنٹی حاصل ہوجائے گی جو اینگلو امریکن بحری غلبہ سے آزاد ہوگی اور یہ کہ اُسے ایشیا کے جنوبی کنارے کے 12000 میل لمبے ٹنکر روٹ سے بھی نجات ملے گی۔ بیجنگ ایران پر پائپ لائن پراجیکٹ میں چین کے اشتراک کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے اور اسلام آباد بھی (جو

(باقی صفحہ 4 پر)

فتوحاتِ صحابہؓ کا اصل سبق

امجد رسول امجد

آپ کسی استاد سے ملیں تو وہ کہے گا، میری کلاس میں صرف دس بچے لائق ہیں۔ آپ کسی پروفیسر یا لیکچرار سے پوچھیں تو وہ بتائے گا، میری جماعت میں صرف پانچ شاگرد ہونہار ہیں۔ آپ کسی پیر صاحب سے ملیں تو وہ کہے گا، میں نے اپنے ہزاروں مریدوں میں سے صرف بیس کو خلافت دے رکھی ہے۔ گویا کوئی استاد، لیکچرار، یا پیر سو فیصد تو دور کی بات ہے پچاس فیصد رزلٹ بھی نہیں دے سکتا۔ اس دنیا میں واحد ہستی امام الانبیاء، محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے جنہوں نے اپنے شاگرد غلاموں اور مریدوں کا رزلٹ سو فیصد دیا۔ آپؐ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ ہم جس کی بھی اتباع کریں گے ہدایت پائیں گے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو ایسا درسِ توحید دیا، جس کی بدولت عرب کے اُجڑے ہوئے دیار میں بہار آ گئی۔ عداوت کی جگہ محبت نے، وحشت کی جگہ اُنس نے، انتقام کی جگہ عفو نے، خودغرضی کی جگہ اخلاص وایثار نے، غرور اور تکبر کی جگہ تواضع وانکساری نے اور شرک وبدعت کی جگہ توحید وسنت نے لے لی اور یوں ایک ایسا خوبصورت انقلاب برپا ہوا کہ عرب وعجم کی کایا پلٹ گئی۔ حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے شام پر اللہ اکبر کا جھنڈا لہرا دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایران کو فتح کر کے توحید وسنت کی بنیاد رکھی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کر کے کلمہ توحید کا پیغام سنایا۔ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے مراکش فتح کر کے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پوری اُمت میں سے چُن چُن کر نبی، پیغمبر اور رسول بنائے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مرتضیٰ، مصطفیٰ اور مجتبیٰ نبی پر جان نچھاور کرنے والے صحابہؓ بھی پوری اُمت سے اعلیٰ وافضل بنائے۔ ایسے ایسے بہادر، نڈر، دلیر اور فہم وفراست کے مالک صحابہ رضی اللہ عنہم تاریخ اسلام کی زینت بنے جنہوں نے صرف تین ہزار سپاہیوں کے ہمراہ دشمن کے ایک لاکھ کے لشکر کے دانت کھٹے کر دیئے اور رحمتِ کائنات کے دربار سے سیف اللہ کا خطاب پایا۔

ایک کافر نے پوچھا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تم ہر دفعہ میدان جنگ میں کمانڈر بن کر آ جاتے ہو، تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری بات کان کھول کر سن لو، ایک مسلمان موت سے یوں محبت کرتا ہے جیسے کوئی دولہا اپنی پہلی رات کی دولہن سے محبت کرتا ہے۔ جنگ یرموک میں صرف ساٹھ سپاہیوں کے ہمراہ سات ہزار رومیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے والے یہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ آج الیکٹرانک میڈیا پر ہر جگہ ایک ہی بات کہی جاتی ہے کہ اسلام صرف اخلاق سے پھیلا ہے۔ یہ علماء کرام ہمیں جہاد اور قتال کی باتیں سُنا سُنا کر یونہی ڈراتے رہتے ہیں۔ اِس کے جواب میں یہی بات کافی ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تیرہ سالہ مکی دور میں رب کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے نبی پاکؐ نے تلوار نہیں اُٹھائی اور یہاں صرف دوسو کے لگ بھگ لوگ کلمہ توحید سے فیض یاب ہوئے مگر تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اذن قتال کے بعد مدینہ منورہ میں آ کر آپؐ نے رب کا حکم پا کر جب تلوار اُٹھائی اور غزوات میں خود شرکت فرما کر شرک، ظلم، کفر اور ناانصافی کے خلاف جہاد کیا تو صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں نو لاکھ مربع میل پر اللہ وحدہٗ لاشریک کے پسندیدہ دین اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں جہاد کے طور طریقے اور ڈھنگ بیان کر کے سورۃ التوبہ میں اعلان جنگ کر دیا۔ یہ اعلان جنگ کس کے خلاف ہے۔ یہ کفر وشرک اور ظلم وناانصافی کے خلاف ہے۔ ہمیں جہاد کا حکم اس لیے دیا گیا ہے، تاکہ دنیا میں ظلم وستم کے فتنے ختم ہو جائیں اور حق اور سچ کا بول بالا ہو جائے اور دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔

آج دنیا والے کہتے ہیں کہ ہم کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں، کچھ سمجھ نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ کسی کی نہ مانو، صرف محبوب خداؐ کی مانو، جسے منافقوں اور کافروں نے بھی صادق اور امین کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا، کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنت۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے ستاون مسلم حکمرانو، ایک زمانہ تھا، پوری دنیا کا کفر مسلمانوں کے نام سے کانپتا تھا، مسلمانوں کے امیر المؤمنین کے ایک خط سے قیصر و قصریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا، آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم کفر کے نوکر اور غلام بنے بیٹھے ہو۔ تمہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت نظر نہیں آتی، تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دبدبہ اور جاہ وجلال بھول گیا، تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفا، حیا اور غیرت کو فراموش کر دیا۔ تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت یاد نہ رہی۔ خدا کی قسم! تم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یلغار، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی للکار، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور حضرت ابوعبیدہؓ کی عاجزی اور تقویٰ کو مشعلِ راہ بنا کر آج بھی زندگی گزارو تو دونوں جہاں تمہارے ہوں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ دس دن میں گیارہ لاکھ مربع میل پر توحید کے ڈنکے بجا دیئے۔ حضرت عمرؓ نے دس سال چھ ماہ دس دن میں بائیس لاکھ مربع میل پر اللہ کی مرضی اور اللہ کے نبی کی پیروی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا، تو ڈر ہے اس کا حساب بھی مجھے دینا پڑے گا۔ آج ہر طرف قتل ہو رہے ہیں، خودکشیاں ہو رہی ہیں، ڈاکے پڑ رہے ہیں، بچے گٹروں میں گر رہے ہیں، عدل کا خون ہو رہا ہے، مجاہدین بک رہے ہیں، بیٹیوں کے سودے ہو رہے ہیں، اس کا حساب کون دے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تمام فتوحات اللہ کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی وجہ سے نصیب ہوئیں۔ آج کے دنیادار کہتے ہیں کہ سائنس ترقی کرے گی تو عدل ملے گا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ سائنس کے ساتھ ساتھ اگر ایمان ویقین بھی ترقی کرے گا تو امن وچین نصیب ہو گا۔ اگر اس بات کا یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں ایک ایسے دور میں لے جاؤں، جب کوئی سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی نہ تھی، مگر ایک غلامِ مصطفیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آدھی دنیا سے زائد یعنی چونسٹھ لاکھ مربع میل پر حکومت تھی اور انہوں نے اعلان کر رکھا تھا کہ اے زرگرو اپنی دکانیں کھلی چھوڑ کے سو جایا کرو، میں دیکھوں گا وہ کون ہے جو میرے دور میں چوری کرتا ہے۔ آج سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دنیا میں کسی ایک شہر میں امن نہیں ملتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتوحاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اصل روح اور جڑ بنیاد رب کی اطاعت اور نبی پاک ﷺ کی پیروی ہے۔ ہم بھی اسی راستے پر چلیں گے تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی، ورنہ ذلت ورسوائی کا سفر کہیں بھی ختم نہ ہو سکے گا۔

نائن الیون

چند دنوں میں مجرموں کی نشاندہی: ایک بعید از عقل مفروضہ

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

صرف اس مفروضہ پر کہ طالبان نے نائن الیون سانحہ کے ملزمان کو پناہ دے رکھی ہے، امریکی انتظامیہ نے کسی تفتیش و معلومات کے بغیر ہی افغانستان پر حملہ اور قبضہ جمانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگر یہ یقین کیا جائے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی غیر مرئی تفتیش اتنی مؤثر تھی کہ چند ہی دنوں میں مجرموں کی نشاندہی کر لی گئی اور اس کی فوج اس قدر مستعد تھی کہ صرف 25 روز کے اندر اندر اس نے حملہ کرنے کی کل تیاری مکمل کر لی تو پھر کیسے یقین کیا جائے کہ وہی ملک روزمرہ کی عام سیکیورٹی انتظامات کے سلسلہ میں اس حد تک ناکام رہا؟ جو کچھ کہا جا سکتا ہے، بس اتنا ہی ہے کہ اتنا تضاد اور اس قدر نا اہلی نا قابل توضیح بات ہی ہے۔

یہ دو منظر نامے ایسے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ بیک وقت اکٹھے نہیں ہو سکتے، کہ اگر ہم ایک طرف اس بات کو قابل اعتبار سمجھتے ہیں کہ نائن الیون کے ردعمل کے طور پر صرف پچیس دن کے اندر افغانستان پر ایک منظم اور کامیاب حملہ کی تمام تیاریوں کی تکمیل کر لی گئی تو پھر تو بلاشک و تردید یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ نائن الیون کے واقعات ایک اندرونی معاملہ ہے، کیونکہ اتنی مستعد انتظامیہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس کے خلاف اتنی بڑی کارروائی کی گئی اور اسے کوئی خبر ہی نہ ہوئی۔ اب اس سے یہ تلخ حقیقت سمجھنے میں بڑی دشواری ہو رہی ہے کہ جب یہ تمام معاملہ ایک درونِ خانہ کارروائی تھی تو اس کا اتنے بڑے پیمانے پر ردعمل فوجی کارروائی کی صورت میں کیوں کیا گیا؟ یا دوسری طرف اگر یہ مانا جائے کہ نائن الیون کے حادثہ کا ظہور پذیر ہونا اس لئے ممکن ہوا کہ سیکیورٹی کے حوالے سے ٹائم سکیل کے ضابطوں میں واضح خامیاں موجود تھیں اور یہ کہ اس معاملہ میں کوئی اندرونی ہاتھ ملوث نہیں تھا۔ اس سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ نائن الیون کے رونما ہوتے وقت تک افغانستان پر حملہ کی منصوبہ بندی کافی حد تک مکمل ہو چکی تھی (اسی لئے تو صرف 25 دن میں حملہ کیا جا سکا)۔ امریکہ دُنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ یقین کرے کہ تاریخ کا سب سے زبردست دہشت گردانہ حملہ بس ویسے ہی بالکل اتفاقاً بغیر کسی اندرونی نقل و حمل اور تکنیکی مدد کے وقوع پذیر ہو گیا۔ دُنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ یہ مان لے کہ یہ نائن الیون کے حملے ہی تھے، جو افغانستان پر حملہ کے لیے جواز مہیا کرتے ہیں۔ اگر کوئی یہ یقین کرنا چاہے کہ افغانستان پر حملہ نائن الیون حادثہ ہی کے ردعمل کے طور پر کیا گیا اور یہ کہ نائن الیون سے امریکی حکام بالکل بری الذمہ ہیں تو لمحہ بہ لمحہ کی اس کہانی کو مختلف حوالوں سے تولنے کے بعد عقلِ عام (Common Sense) اس کو تسلیم کرنے پر تیار دکھائی نہیں دیتی۔

ایسی کوئی عقلی اور منطقی بنیاد نظر نہیں آتی کہ یہ مان لیا جائے کہ نائن الیون کا حادثہ چند سر پھرے عربوں کا کام تھا اور یہ افغانستان پر حملہ کرنے کے بڑے منصوبے کا حصہ نہیں تھا۔ حقائق کو پرکھنے کی کسی مناسب کوشش کے بغیر صرف ایک متعصبانہ مفروضہ کی بنیاد پر حقیقت سے انکار کیا گیا۔ اگر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کوئی بھی ملک اپنے ہی شہریوں کے خلاف ایسے اقدام کا سوچ بھی نہیں سکتا تو پھر اس سوچ کی کیا توجیہہ ہے جو پبلک ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر نارتھ ووڈز (Northwoods) نامی کلاسیفائیڈ ڈاکومنٹ کو پیش کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق 1962ء میں امریکی ہائی ملٹری کمانڈ اور سی آئی اے نے سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کیا تھا کہ امریکی شہریوں پر حملہ کر کے اس کا الزام کیوبا پر لگایا جائے اور اس طرح اس ملک پر امریکی حملہ کے لیے جواز پیدا کیا جا سکے۔

اب یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکی انٹیلی جنس سروسز اور ایئر فورس دونوں کی مہارت اور استعداد کے ہوتے ہوئے تاریخ عالم کے سب سے مشکل ترین اور پیچیدہ دہشت گردانہ حملوں کا نہ بروقت (وقوع سے پہلے) کچھ پتہ لگ سکے اور نہ اس کا کوئی مؤثر تدارک کیا جا سکے۔ یہ دو تناظر بیک وقت سامنے نہیں آسکتے یعنی یا تو امریکی انٹیلی جنس اور ایئر فورس سروسز کی استعداد کی نفی کرنی ہوگی اور یا اس تمام معاملہ کو جھوٹ اور ایک اندرونی کہانی تسلیم کرنا ہوگا۔ یہ بات عجیب لگتی ہے کہ امریکی انتظامیہ اس قابل تھی کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ایک دن سے بھی تھوڑے وقفے کے اندر ملزم کی نشاندہی کی بلکہ دو دن کے اندر اندر کسی بھی شک و شبہ کے بغیر اس کی پہچان بھی کر لی گئی۔ اب اگر یہ سچ ہے کہ امریکی حکام درحقیقت ان حملوں سے بے خبر تھے تو پھر تو صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صریحاً جھوٹ سے کام لے رہے ہیں، جب وہ دو دن کے اندر نہایت یقین کے ساتھ اسامہ کو مجرم قرار دیکر ردعمل کے طور پر افغانستان پر چڑھائی کی دھمکیاں دینے پر اُتر آتے ہیں۔

بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے بعض ترقی پسند عناصر کا دعویٰ ہے کہ یہ چند مسلم انتہا پسندوں کا کام ہے جنہوں نے امریکی خارجہ پالیسی کے ردعمل کے طور پر یہ حملے کیے ہیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اگرچہ معین طور پر تو نہیں، تاہم انتظامیہ کو ان حملوں سے متعلق قبل از وقت کچھ تنبیہات مل چکی تھیں۔ اب اگر اس بات سے اتفاق کیا جائے تو پھر تو یہ ماننا پڑے گا کہ نائن الیون کی صبح صدر امریکہ اور اس کی ایئر فورس کا حرکت میں نہ آنا اور بروقت مدافعتی اقدام نہ کرنا اس حقیقت کو مزید تقویت پہنچاتا ہے کہ یہ ایک درونِ خانہ کام (سازش) تھا، نہ کہ یہ کسی غفلت یا عدم استعداد کے نتیجے کے طور پر ظہور پذیر ہوا ہے۔

پینٹاگون کے اندر جس جگہ کو حملہ میں نشانہ بنایا گیا، صرف ایک ہفتہ پہلے تک وہاں نہایت اہم سینئر سٹاف ممبران بیٹھا کرتے تھے۔ اب بظاہر بالکل اتفاقیہ طور پر ایک بہت بڑی تبدیلی عمل میں لائی گئی اور تمام اہم سٹاف اور سامان کو عمارت کے دوسرے حصے میں منتقل کیا گیا۔ پینٹاگون سے متعلق یہ حیران کن واقعہ ہے جو اس بات کو مزید تقویت دیتا ہے کہ یہ سب کچھ اندرون خانہ معاملہ

ہے۔ اگر حملہ ایک ہفتہ پہلے ہوتا تو طیارہ بالکل صحیح نشانے کو ہٹ (Hit) کر کے پینٹاگون کی بنیادی اہم آپریشنل مشینری کو تباہ کر کے ناکارہ کر دیتا۔ یہ ایک بہت ہی وزنی شہادت اور ثبوت ہے کہ پینٹاگون میں کوئی بہت ہی اعلیٰ پوزیشن پر فائز شخصیت ایسی تھی، جس کے علم میں تھا کہ حملہ ہونے والا ہے۔ ان واقعات کے علی الرغم کوئی اور نتیجہ نکالنا صرف ایک غیر واقعی اور تراشا ہوا مفروضہ ہی ہو سکتا ہے، جسے ماننے کے لیے ذہن کو تیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

طالبان کے خلاف بلاثبوت الزام تراشیاں

امریکی انتظامیہ اب تک نائن الیون حادثہ میں طالبان کے ملوث ہونے کے متعلق کوئی بھی ثبوت پیش نہ کر سکی۔ واحد جواز جو امریکی وار لارڈز سامنے لا رہے ہیں، وہ یہ ہے کہ طالبان نے ''دہشت گردوں'' کو پناہ دے رکھی تھی۔ وسط دسمبر 2001ء تک نیوکنز رویٹوز اور ان کے اتحادی صرف اسامہ کے نام کو بار بار دہرا رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس گردان کے ذریعے اپنے الزامات کو سچا ثابت کر سکتے ہیں۔ القاعدہ کے ساتھ روابط کی بنیاد پر طالبان کو ملزم گردانا گیا۔

13 دسمبر کو ایک مضحکہ خیز وڈیو ٹیپ جاری کی گئی جس میں یہ ثابت کرنے کے لیے کافی مواد موجود ہے کہ امریکی انتظامیہ بالکل جان بوجھ کر اسامہ کو ملزم بنا کر پیش کر رہی ہے، تاکہ اس بہانے طالبان پر ہاتھ ڈال سکے۔ اس انتہائی غیر معیاری ویڈیو ٹیپ کی ثقاہت پر فوری طور پر انگلیاں اُٹھائی گئیں، جس سے بُش اس حد تک مشتعل ہوا کہ اس نے تھائی لینڈ کے وزیر اعظم کے ساتھ ایک مختصر فوٹو سیشن کے دوران یہ بیان داغ دیا کہ یہ بات غیر معقول ہے کہ کوئی خیال کرے کہ یہ ٹیپ دھوکہ دہی اور فریب کے لیے بنائی گئی ہے۔ یہ ایک ایسا کمزور بہانہ ہے، جو ایک بہت ہی بُرے انسان کو معاونت مہیا کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ جو لوگ اس کو ایک مضحکہ خیز اور بناوٹی ٹیپ خیال کرتے ہیں وہ دراصل ایک بُرے انسان کے ساتھ خیر کی امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ یہ بن لادن ہی ہے، جس نے قتل عام کیا، اس شخص نے معصوم لوگوں کا خون کیا۔ برطانوی سیکرٹری خارجہ جیک سٹرا نے اصرار کر کے کہا کہ بلاشبہ یہ حقیقت ہے۔ یہ اصل حقیقی بات ہے۔ وڈیو ٹیپ کے حق میں اتنی بلند سطح پر توثیقی بیانات سے یہ بات مزید پختہ ہو گئی کہ یہ ویڈیو خصوصی پر تیار کی گئی تا کہ اصل مجرموں کو چھپا کر طالبان حکومت کو گرانے کے لیے جواز فراہم کیا جا سکے۔

اگر ایمانداری سے بات کی جائے تو اس ویڈیو ٹیپ کو صحیح جاننا ایک مضحکہ خیز بات ہی ہوگی، لیکن پھر بھی آیئے کہ اس پر ایک نظر ڈال ہی لیں۔ یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے، جہاں شفاف قسم کی فلموں سے بہت سارے کام لئے جا سکتے ہیں، مثلاً آپ Forest Gump کو جان ایف کینیڈی کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے دکھا سکتے ہیں۔ جہاں نقلی سائیکلون جھکڑ مووی سیٹ میں برپا کیے جا سکتے ہیں۔ جہاں ڈائنا سورس کو جو دو کروڑ سالوں سے معدوم ہو چکے ہیں، ایسے واضح طور پر دکھایا جا سکتا ہے کہ آپ قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ آپ کے سامنے موجود دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں اتنی حیران کن صفائی کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں کہ ہمارے پاس واحد ذریعہ ان کے حقیقی نہ ہونے کی حیثیت جاننے کا صرف یہ رہ جاتا ہے کہ ہمیں پہلے ہی سے یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ نقلی ہے۔ یہاں اسامہ کی پانچ مختلف تصاویر ہیں۔ کوئی بھی شخص ان میں سے جو جی چاہے مطلب لے سکتا ہے۔ یہ تصاویر C D ABE مارک کی گئی ہیں۔ اور تو اور سکول کے ذہین بچے بھی یہ بتا سکیں گے کہ اسامہ E ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے کہ ایک Sore Thumb ہو (معنی ہے بہت ہی نمایاں طور پر نظر آنے والا)۔ اس آدمی کی ناک اور رخساروں کے درمیان خدوخال یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ آدمی اسامہ نہیں، نمایاں طور پر مختلف نظر آنے والی بھویں، آنکھیں، منہ اور داڑھی کو تو ایک طرف کیجئے۔

اب یہ دلچسپ معاملہ دیکھئے، امریکی حکومت کی جاری کردہ وڈیو میں اُسامہ 'E' اپنے دائیں ہاتھ سے نوٹس لکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے، تاہم ایف بی آئی اسامہ کی جو تفصیل دیتی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اسامہ بائیں ہاتھ سے لکھتا ہے یعنی Left handed ہے۔ اسامہ 'E' اپنے دائیں ہاتھ پر ایک انگوٹھی (Ring) پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے جو اسامہ کی دوسری مصدقہ تصاویر میں دکھائی نہیں دیتی، مثلاً اسامہ ''B'' میں۔ ایک دوسرا آدمی ایک سونے کی انگشتری پہنے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ چونکہ اسلام میں سونے کی انگشتریاں مردوں کے لیے ممنوع ہیں، لہٰذا اس سے تو یہ لگتا ہے کہ نہ تو اس دوسرے آدمی اور نہ ہی اسامہ کے دل میں اسلام کے لیے کوئی لحاظ ہے۔

اگر یہ ٹیپ صحیح ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکی حکام نے اس کی ایڈیٹنگ کر لی؟ امریکی حکام یہ ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جو ''ترجمہ'' جاری کیا گیا ہے وہ تراشا گیا ہے۔ محکمہ دفاع کے ایک ترجمان کا کہنا ہے کہ ٹیپ لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں، لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ پیغامات اور معلومات فراہم کرتا ہے۔ پینٹاگون نے یہ بھی مزید اضافہ کر دیا کہ ''ترجمہ جو بھی ہے'' ہے، ہم نے یہ بات خوب واضح کر دی ہے کہ یہ لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں''۔ پھر یہ سوال بھی اہم ہے کہ کیا پینٹاگون کی طرف سے (وڈیو ٹیپ کے) مزید مکمل شکل میں ترجمہ پر کام کیا گیا اور پھر کیا یہ مکمل تحریری شکل میں عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا؟ ظاہر ہے، ان دونوں سوالوں کے جواب نفی میں ہیں۔

جو ٹیپ 13 دسمبر کو ریلیز کی گئی وہ کب اور کہاں بنائی گئی اور کہاں سے برآمد ہوئی؟ یہ سوالات بھی حل طلب ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ٹیپ 9 نومبر 2001ء کو قندھار میں بنائی گئی۔ یہ وہ وقت ہے، جب کافی پہلے سے امریکی بمباری شروع ہو چکی تھی، اور یہ جلال آباد میں کسی گھر سے برآمد ہوئی، اور 14 نومبر کو طالبان دشمن قوتوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ صرف 4 دنوں کے اندر قندھار سے جلال آباد اس حالت میں پہنچی جب یہ شہر گھیرے میں آ چکا تھا اور سخت خطرے سے دوچار ہو کر دشمن کے قبضے میں جانے کے قریب تھا۔ ایسے میں یہ ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ تیاری کے فوراً بعد کسی نے بغیر کسی وجہ کے اسے فوری طور پر جلال آباد پہنچا کر وہاں آرام سے ایسی جگہ چھوڑا، جہاں یہ آسانی کے ساتھ طالبان مخالف قوتوں کے ہاتھ لگ سکے۔ یہ کتنی بے سروپا بات ہے۔ اگرچہ ایسا ہونا ناممکن نہیں، تاہم اس سے یہ بو آتی ہے کہ سب کچھ نائن الیون کا جرم طالبان کے کھاتے میں ڈالنے کے لیے کیا گیا۔ اسامہ کو قربانی کا بکرا بنانے کے لیے دو ہی باتیں کافی تھیں، یعنی اس کا افغانستان میں قیام اور امریکہ کے خلاف اعلان جہاد جو وہ ببانگ دہل کر چکا تھا۔ (جاری ہے)

ضرورت رشتہ

☆ ڈاکٹر بیٹی، عمر 29 سال، MBBS، FCPF پارٹ II، قد 5 فٹ 6 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-37586070

☆ کشمیر سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم، جو لاہور میں رہائش پذیر ہیں، کو پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ رفیقہ تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ:

0301-4576107 / 0345-5646138

☆ ڈیفنس لاہور میں رہائش پذیر کشمیری راٹھور فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم آرکیٹیکٹ انجینئر، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ ہم پلہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:

0321-4421201 / 042-35743308

انتظامی خلا

اوریا مقبول جان

بے بس حکمرانوں کے فقرے ہمیشہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ انہیں کبھی یقین ہی نہیں آتا کہ ان کے نیچے سے زمین پھسل رہی ہے۔ لوگ ان کی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اسلام آباد کے گردونواح میں ہونے والے ہنگاموں کے بعد ایک فقرہ ایسا تھا جس کی گونج تاریخ میں ہر اس حکمران کی زبان سے سنائی دیتی ہے جسے جلد یا بدیر عوامی غیض وغضب کا سامنا کرنا پڑا۔ فقرہ عجیب ہے اور ویسے ہی ایک سانس میں کہا گیا ہے جیسے چراغ کی ٹمٹماتی ہوئی لو کی طرح آخری سانسیں لیتے ہوئے حکمران بولا کرتے ہیں: ''یہ سب باہر سے آئے ہوئے لوگ تھے جنہوں نے ہنگامہ کیا، ان میں عام لوگ بہت کم تھے، سب تخریب کار تھے۔'' کیسا اتفاق ہے کہ ایسا ہی مضحکہ خیز فقرہ تاریخ کے صفحات پر بار بار گونجتا ہے اور اکثر بولنے والا بھی بادشاہ یا حکمران نہیں ہوتا بلکہ اس کا کوئی چہیتا وزیر یہ حیران کن فقرہ اپنے منہ سے ادا کرتا ہے۔ جولائی 1789ء کی ایک صبح جب ورسائی محل کے اردگرد شور مچاتے، ہتھوڑوں، بیلچوں اور ڈنڈوں سے مسلح لوگ جمع ہوئے تو وہ شخص جو ملک میں امن وامان کی وزارت پر متمکن تھا اس نے بادشاہ سے کہا ''یہ سب فسادی ہیں، ورسائی شہر کی تو اتنی آبادی ہی نہیں جتنے لوگ یہاں جمع ہو گئے ہیں۔ یہ سب تخریب کار باہر سے آئے ہیں۔'' پولیس نے گولی چلائی، لوگ مرنا شروع ہوئے لیکن بھوک اور افلاس سے تنگ آئے ہوئے لوگوں کے لیے اب جینے اور مرنے میں کوئی فرق باقی ہی نہیں تھا۔ صرف پانچ گھنٹے کے اندر یہ قلعہ فتح ہو چکا تھا۔ وہ جو تخریب کار اور دہشت گرد اس میں قید تھے، لوگوں کے کندھوں پر سوار ہو کر باہر نکل رہے تھے۔ یہ صرف ایک آغاز تھا۔ لوگوں نے بتا دیا تھا کہ ہم اگر کرنے پر آجائیں تو سب کچھ کر گزرتے ہیں لیکن وہ جنہیں طاقت کے بل بوتے پر حکومت کرنے کا نشہ ہو، وہ کب اترتا ہے۔ وہ جو اس حکمرانی کے سائے میں دولت کے ڈھیر سمیٹ رہے ہوتے ہیں، انہیں کب طوفان کی آمد کا احساس ہوتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پورے فرانس میں صرف چالیس ہزار ایسے مراعات یافتہ لوگ تھے جنہوں نے بادشاہ اور پارلیمنٹ کو یرغمال بنا رکھا تھا۔ ورسائی کا واقعہ ہوا تو بادشاہ نے کوشش کی کہ ان سے دولت اور اختیار لے کر عام آدمی کے دکھوں اور تکلیفوں کو کم کر سکے۔ سارے ملک کے معاشی مفکرین کو جمع کیا گیا۔ ایسے لوگ مسائل کے حل میں مہینے لگا دیتے ہیں، اس لیے کہ وہ ایسا حل تلاش کر رہے تھے جس سے چالیس ہزار مراعات یافتہ طبقے کے لوگ بھی خوش ہوں اور عوام بھی لیکن عوام کی دولت لوٹنے والے تو ایک روپیہ بھی دینے کو تیار نہیں تھے۔ لوگ روز ایک نیا ہنگامہ کھڑا کر کے شاہی عمارت کو گھیرتے، اپنا ایک مطالبہ پیش کرتے۔ بادشاہ کے مشیر کہتے ان لوگوں کے رعب میں مت آئیں۔ ہنگامہ بڑھتا، بادشاہ پہلے والا مطالبہ ماننے کو تیار ہوتا تو بات آگے بڑھ چکی ہوتی اور اس کے ساتھ دوسرا مطالبہ شامل ہو جاتا۔ جیسے کرایوں میں کمی کے ساتھ ساتھ بجلی کی فراہمی کا مطالبہ ہمارے ہاں شامل ہو گیا تھا۔ یوں مطالبات کی فہرست بڑھتی گئی۔ نبڈرک وان مون نے لکھا ہے کہ بات ''الف'' مطالبے سے شروع ہوئی تھی جسے ماننے میں تاخیر ہوئی اور گنتی ''ے'' تک جا پہنچی اور آخری مطالبہ یہ تھا کہ بادشاہ کو نکال کر عوامی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔ وہ جو ایک مطالبہ ماننے سے اس لیے انکار کرتے تھے کہ یہ چند شرپسندوں کی لگائی ہوئی آگ ہے جسے طاقتور تین لاکھ فوج اور پولیس کچل سکتے ہیں، انہیں گھسیٹ گھسیٹ کر عوام کی عدالتوں میں لایا گیا اور شہر میں نصب بڑے بڑے تیز دھار چھرے گردنیں اُڑاتے رہے، جن میں بادشاہ کی اپنی گردن بھی شامل تھی۔

یہ سب صرف بھوک اور افلاس سے تنگ آئے لوگ نہیں تھے۔ بھوک اور افلاس نے تو ان کے زخموں کو تازہ کیا تھا۔ یہ سب ایک انتظامی خلا میں زندہ تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس ملک میں بھی اس طرح کا انتظامی خلا پیدا ہوتا ہے تو اسے یا تو اندر سے اُٹھنے والے گروہ فتح کر لیتے ہیں یا باہر سے حملہ آور فوج۔

اس خلا میں ہوتا کیا ہے۔ فرانس کے چالیس ہزار افراد کا ایک گروہ ملک کے وسائل پر قابض ہو جاتا ہے۔ یہ سب ایک دوسرے سے خون اور تعلق کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ جرنیل ہوں، سیاست دان یا بیوروکریٹ، پولیس والے یا عدالتیں، کوئی کسی غریب آدمی کی زمین پر قبضہ کر لے، اس کی بیٹی اُٹھا کر لے جائے، اس کے گھر کو آگ لگا دے، اس کے بیٹے کو قتل کر دے، اس کی فریاد نہ تھانے میں سنی جاتی ہے اور نہ عدالت میں۔ اگر وہ ذرا قوت سے اپنی آواز اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر بہیمانہ تشدد اس کا مقدر ہو جاتا ہے۔ یہ چالیس ہزار لوگ اس غریب آدمی کو آپس میں لڑانے کا بھی خوب بندوبست کرتے ہیں۔ نسل، رنگ، زبان اور عقیدے کے نام پر ان لوگوں کو کوئی پروا نہیں ہوتی کہ غریب عوام کے شب وروز کیسے گزرتے ہیں۔ ان کا تعیش زوروں پر رہتا ہے۔ فرانس کے اس طبقے کی عیش وعشرت اس بلا کی تھی کہ سب سے زیادہ کماؤ پیشہ طوائف کا ہو چکا تھا۔ انہیں اپنے عیش وطرب سے فرصت ہی نہ تھی کہ دیکھیں لوگ مفلسی کی آگ میں جل رہے ہیں، البتہ اس طبقے میں فیشن کے طور پر ایک بات عام پائی جاتی ہے۔ غریب، افلاس اور بے چارگی پر جو ناول لکھا جائے، شاعری ہو یا افسانہ تحریر کیا جائے، یہ اسے بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور اس پر اپنے حلقوں میں بحث بھی کرتے ہیں اور داد بھی دیتے ہیں۔ جیسے ہمارے یہاں حبیب جالب اور فیض کا کلام گنگنایا جاتا ہے، ویسے ہی فرانس میں والٹیر، روسو اور ڈائیڈرو ایسے ہی اعلیٰ طبقے کے لوگوں کی گفتگو میں چاشنی بھرتے تھے۔ ہسپتال صرف انہی لوگوں کے لیے سہولت رکھتے ہیں جو اس کا خرچ اُٹھا سکیں اور تعلیم بھی انہی کے بچوں کا حق ہوتا ہے جن کی حیثیت اس قدر ہو کہ اپنے بچوں کی تعلیم کا بوجھ اُٹھا سکیں۔ عام آدمی ان تمام سہولیات کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے۔ اس کے اندر غصہ ایک لاوے کی طرح ابلنا شروع ہوتا ہے، جس کا پہلا اظہار اپنے آپ پر حملے کی صورت میں ہوتا ہے یعنی وہ اپنے بچوں کا پیٹ نہیں پال سکتا، اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا تو خودکشی

(باقی صفحہ 4 پر)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سیرت کانفرنس کا انعقاد

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام 2 فروری کو گلستانِ انیس کلب میں ’’سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں پاکستان کے مسائل کا حل‘‘ کے عنوان سے سیرت کانفرنس منعقد کی گئی۔ مقررین میں معروف عالمِ دین مولانا محمد اسلم شیخوپوری‘ امیر جماعت اسلامی کراچی محمد حسین محنتی اور نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان خالد محمود عباسی شامل تھے۔ پروگرام کی ابتدا صبح دس بجے قاری محمد یوسف کی تلاوتِ قرآن حکیم سے ہوئی۔ تلاوت کے بعد محمد فراز انیس نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نوید احمد نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ تاریخوں کے اختلافات کے باوجود بلاشبہ نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت ربیع الاوّل کے مہینے میں ہوئی۔ اسی طرح آپؐ کا وصال بھی اسی مہینہ میں ہوا۔ مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین کی عملی پیروی کی بجائے ہم نے آپؐ سے محبت کے صرف زبانی دعووں پر ہی اکتفا کر لیا ہے، اسی لیے اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ گئی ہے اور ہم ساری دنیا میں قابلِ رحم حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ آج وقت کا تقاضا ہے نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے عملی پہلو بیان کیے جائیں اور اُن کی پیروی کی جائے۔

جناب محمد حسین محنتی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر اس لیے حاصل کیا تھا کہ اس خطہ میں اسلامی قوانین نافذ کریں گے مگر ہم اس میں ناکام رہے۔ ہمارا رشتہ نبی اکرم ﷺ سے ایمان، محبت اور اطاعت کا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے عملی محبت بشکل اطاعت ہی ہماری کامیابی کی ضامن ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام ؓ کی محبت کے واقعات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ وہ آپؐ کے ایک اشارے پر اپنا مال اور جان، اپنا اسٹیٹس، سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ یہی طرزِ عمل ہمارے لیے بھی دنیوی واخروی کامیابی کا راستہ ہے۔ انہوں نے لوگوں تک دین کی صحیح دعوت پہنچانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ باطل قوتیں مجتمع ہو کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی ہیں۔ ان کا مقابلہ مسلمان بھی متحد ہو کر ہی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جذبہ ٔجہاد سے سرشار ہو کر ہی ہم ہادیٔ برحق کے سچے اُمتی کہلا سکتے ہیں۔

مولانا محمد اسلم شیخوپوری نے کہا کہ اگر ہم صحابہ کرام ؓ کے نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ان پر آنے والے مصائب اور ان کی قربانیوں کا جائزہ لیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان جیسی بے بہا دولت بغیر کسی محنت، جدوجہد اور قربانی کے ہمیں عطا فرما دی ہے۔ اس عظیم نعمت کے شکر کے طور پر ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی تمام زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزاریں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ دعوتِ دین کا عمل ہمارے لیے نہایت ضروری ہے اور اس عمل کو ہمیں اپنی حیات کا کل وقتی وظیفہ بنا لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا نہایت اہم اور ہمہ وقتی پہلو ہے۔ رسول اللہ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے۔ وہ رحمۃ للمسلمین نہیں، رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس حوالے سے آپؐ نے تمام عالم انسانی کے لیے آسانیاں فراہم کیں اور اپنے عمل سے انہیں ثابت کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی زندگی کے ہر شعبے میں بے مثال ہے اور آپؐ کی تعلیمات ہر لحاظ سے اور زندگی کے ہر مرحلے پر ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ اگر ہم عشقِ محمدی ﷺ کے دعوے دار ہیں تو ہمیں معاشی، معاشرتی، ظاہری و باطنی، سماجی و سیاسی، انفرادی و اجتماعی، ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ دین کی سربلندی کے لیے کی جانیوالی آپؐ کی کوششوں اور اپنے عمل کا موازنہ کریں۔ دوسروں پر تنقید کرنے کی بجائے اپنے اعمال وافعال کا جائزہ لیں اور اُن کو درست کریں۔ سب سے پہلے اپنی ذات کو نبی ﷺ کی اطاعت کے سانچے میں ڈھالیں۔ دنیا ٹھوکریں کھا کر اب قرآن کی تعلیمات کی طرف پلٹ رہی ہے اور حقیقت کو پا رہی ہے۔ ہمیں بھی قرآن کا فہم حاصل کر کے اور اس پر عمل کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرنا چاہیے کہ دیکھو یہ ہیں مسلمان، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانبردار۔

بانی محترم کے منتخب نصاب کے دروس کو کتابی شکل میں یکجا کر کے اس کا پہلا حصہ شائع کروایا گیا ہے۔ اس پہلی جلد کا تعارف ناظم مکتبہ جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے کروایا۔ اس کے بعد امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نوید احمد نے معزز مہمانوں میں اس کتاب کے نسخے تحفتاً پیش کیے۔ معزز مہمان مولانا محمد اسلم شیخوپوری نے بھی اپنی لکھی ہوئی تفسیر کی دوسری جلد دیگر اکابرین کو پیش کی۔

تنظیم اسلامی کے نائب ناظم اعلیٰ خالد محمود عباسی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ملک عزیز پاکستان کو اس وقت مختلف مسائل نے اس طرح اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے جس طرح کوئی شخص دل کے مرض کے ساتھ ہی گردوں، جگر و معدے کی بیماریوں اور شوگر کا شکار ہو جائے۔ پاکستان صرف مسلم قومیت کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا، علاقائی وجوہات کی بنیاد پر نہیں۔ آج دنیا بھر کی غیر مسلم قوتیں مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں اور خود کو ایک دوسرے کا فطری اتحادی کہتی ہیں۔ ان سب کی پشت پناہی عالمی شیطان (امریکہ) نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے جس کی برتری قائم ہی اس وجہ سے ہے کہ دنیا افراتفری کا شکار رہے۔ ان شیطانی چکروں میں الجھ کر ہم مسلمان بھی آخرت کو بھلا کر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے مادہ پرستی کی دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں۔ جب تک ہم اس فانی اور اسفل دنیا کی محبت کو اپنے دلوں سے نکال نہیں پھینکتے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں جگہ نہیں بنا پائے گی۔ اور جب تک ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیں گے اور اطاعت کی راہ پر نہیں چلیں گے تب تک نہ ہم دنیا میں کوئی باعزت مقام حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ اسلام کے غلبے کے لیے ہمیں اپنے دلوں میں ایمان کو پختہ کرنا اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو حکومت حاصل ہو جانے پر بھی دین کو غالب نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ غلبۂ دینِ حق کی جدوجہد میں کامیابی کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے کامیابی کی اُمید رکھنی چاہیے اور یہ یقین دل میں جاگزیں رکھنا چاہیے کہ اگر ہم ڈٹے رہے تو اللہ کی مدد ضرور ہمارے ساتھ ہوگی۔

دوپہر ایک بجے مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی دعا کے ساتھ ہی یہ بھرپور محفل اختتام کو پہنچی۔ اس محفل میں شرکاء کی تعداد تقریباً 800 رہی۔

تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کے زیر اہتمام نظریاتی ریفریشر کورس

پچھلے کچھ عرصے سے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ رفقاء میں فکری وابستگی کو پختہ کرنے کے لیے خصوصی موضوعات پر مشتمل پروگرام ہونے چاہئیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم سوسائٹی نے عملی قدم اٹھاتے ہوئے رفقاء کی تجدید فکر کے لیے ’’نظریاتی ریفریشر کورس‘‘ منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ اس کورس کا خصوصی محرک رفقاء میں تنظیمی لٹریچر کے مطالعے کا فقدان اور خصوصاً نئے رفقاء میں تنظیمی فکر کی پختگی تھا۔ سوسائٹی تنظیم کے ذمہ داران نے اس پروگرام کا خاکہ مرتب کرنے کے بعد امیر حلقہ سے اجازت اور راہنمائی طلب کی اور یوں روزانہ دو گھنٹے دورانیے پر مشتمل یہ چار روزہ پروگرام 4 تا 7 فروری تک ہونا قرار پایا۔ اس پروگرام کے دروس کے موضوعات اور مدرسین کا تعین امیر حلقہ حافظ نوید احمد نے کیا۔ پروگرام کے پہلے دن کا موضوع تھا: ’’بانی محترم کا عریضہ بنام علمائے کرام بحوالہ دینی فرائض‘‘ اس موضوع پر جناب نعمان اختر نے خطاب کیا۔ دوسرے دن

صدر انجمن خدام القرآن سندھ جناب اعجاز لطیف نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے حوالے سے رفقاء کے سامنے اُن کی ذمہ داریوں کو واضح کیا۔ تیسرے دن راقم الحروف نے ''امت مسلمہ کا عروج و زوال'' کے موضوع پر قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں تفصیلات سے رفقاء کو آگاہ کیا۔ اس پروگرام کے چوتھے اور آخری دن امیر حلقہ حافظ نوید احمد نے نہایت اہم موضوع ''ہم عصر احیائی تحریکیں اور تنظیم اسلامی کا محل و مقام'' کے اہم نکات اس عنوان سے موجود تحریر کی روشنی میں ذہن نشین کروائے۔ اس موقع پر سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی اور رفقاء کو کھانا بھی پیش کیا گیا۔

یوں آخری دن یہ پروگرام تقریباً سوا چار گھنٹے تک جاری رہا۔ شریک رفقاء کا تاثر یہ تھا کہ اس طرح کے پروگرام وقتاً فوقتاً ہوتے رہنے چاہئیں، تاکہ تنظیمی فکر تازہ ہوتی رہے۔

(رپورٹ: ڈاکٹر محمد الیاس)

حلقہ پنجاب شرقی میں دعوتی اذان

حلقہ پنجاب شرقی میں ایک چار روزہ خصوصی دعوتی مہم چلانے کا فیصلہ کیا گیا، جس کے لیے حلقہ پنجاب شرقی کے امیر محمد ناصر بھٹی نے اس سلسلے میں خصوصی طور پر ناظم حلقہ پوٹھوہار جناب مشتاق حسین سے بذریعہ ٹیلی فون وقت لیا۔ ہم محترم مشتاق حسین صاحب کے بے حد شکر گزار ہیں کہ وہ اپنی گوں ناگوں مصروفیات کو پس پشت ڈالتے ہوئے امیر حلقہ پنجاب شرقی کی دعوت پر عارف والا تشریف لائے اور فروغ دعوت دین میں ہماری بھرپور مدد کی۔ اللہ رب العزت ان کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو ان کی نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

جناب مشتاق حسین 15 فروری کو تقریباً عشاء کے وقت عارف والا پہنچ گئے۔

16 فروری کو بعد نماز عصر چک نمبر 191/E.B تحصیل بورے والا میں ایک درس قرآن کا اہتمام کیا گیا، جس کے میزبان راجہ تصدق حسین تھے۔ اس درس قرآن میں سامعین کی تعداد 40 تھی۔ پھر اسی دن بعد نماز عشاء چک نمبر 237/E.B تحصیل بورے والا میں ایک درس قرآن کا پروگرام رکھا گیا، جس میں تقریباً 30 احباب نے شرکت کی اور سب نے پروگرام کی افادیت کو سراہا۔ اس درس قرآن کی میزبانی میر اعظم صاحب نے کی۔

17 فروری کو بعد نماز فجر چک نمبر 235/E.B میں درس قرآن ہوا، جس میں 80 احباب شریک ہوئے۔ اس پروگرام کو منعقد کروانے میں خصوصی کاوش محمد اعجاز، محمد زبیر، حافظ سرفراز، محمد طاہر، حاجی منظور، اور ماسٹر ظہور احمد کی تھی۔ بعد نماز عصر چک نمبر 191/E.B میں درس قرآن ہوا، جس میں حاضرین کی تعداد 50 تھی۔ بعد نماز عشاء چک نمبر 229/E.B میں درس قرآن کا انعقاد ہوا جس سے 40 حضرات مستفید ہوئے۔ اس درس قرآن کی میزبانی کی سعادت ماسٹر اظہر کے حصے میں آئی۔

18 فروری کو بعد نماز فجر چک نمبر 235/E.B میں درس قرآن ہوا، جس سے 80 افراد نے استفادہ کیا۔ اس پروگرام کی میزبانی کی سعادت ایک بار پھر 17 فروری والے میزبانوں نے ہی سمیٹی۔ دن گیارہ بجے پاک پتن میں ایک درس قرآن کا اہتمام کیا گیا، جس میں سات رفقاء اور تین احباب شریک ہوئے۔ اس درس قرآن کا انعقاد منفرد اسرہ پاکپتن کی جانب سے کیا گیا تھا۔ اسی دن بعد از نماز عصر 273/E.B میں ایک درس قرآن ہوا، جس میں 30 احباب نے شمولیت فرمائی۔ اس پروگرام کے میزبان مشتاق احمد جٹ اور محمد الیاس تھے۔ بعد نماز عشاء چک نمبر 235/E.B میں درسِ قرآن ہوا، جس میں 70 احباب نے شرکت کی۔

19 فروری کو چک نمبر 183/E.B میں خطبہ جمعہ ہوا، جس کا موضوع ''والدین کے حقوق'' تھا۔ نماز جمعہ میں شامل ہونے والے نمازیوں کی تعداد 400 سے زائد تھی۔ اس پروگرام کے میزبان رفیق تنظیم محمد اصغر اور ان کے بھائی حافظ محمد اکرم تھے۔ بعد نماز جمعہ چک نمبر 71/E.B میں رفقاء تنظیم کے ساتھ اجتماعی ملاقات ہوئی، جس میں 30 رفقاء شریک ہوئے۔

19 فروری بعد نماز عشاء چک نمبر 231/E.B جھوک نواز میں ایک درس قرآن ہوا، جس میں 25 افراد نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے میزبان بلال اسلامک سینٹر کے ایک دوست تھے۔ اس کے بعد محترم مشتاق حسین اپنے گھر گوجر خان کے لیے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ ان تمام دروس کو سامعین نے بہت پسند کیا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام کرائے جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان پروگراموں کے انعقاد میں بلال اسلامک سینٹر جھوک نواز اور اس کے منتظمین جناب اللہ داد نظامی رفیق نظامی نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ رب العزت ان تمام افراد کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم ان کے لیے بھی دعا گو ہیں جن کا تعاون ہماری نظروں سے اوجھل رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(رپورٹ: عابد حسین)

نامے میرے نام

مکرمی حافظ عاکف سعید صاحب

امیر تنظیم اسلامی پاکستان

السلام علیکم!

جناب والا! خاکسار آپ کی بھرپور توجہ ذیل کے اہم مسئلے کی طرف دلانا اپنی دینی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی مالی، مادی، فوجی و سیاسی یلغار کے سامنے مُسلم اُمہ پوری طرح سپر انداز ہو چکی ہے۔ مُسلم سربراہان مال مست اور کچھ حال مست ہو گئے ہیں۔ فکرِ آخرت جاتی رہی۔ جنت کا حصول زبانی کلامی رہ گیا۔ مُسلم اُمہ خود اپنی زبوں حالی کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ اب آپ کی بصیرت کو دعوت دے رہا ہوں کہ خدارا! ذرا اس جانب توجہ فرمائیے۔ ہنود کی ثقافتی یلغار سے ہماری موجودہ نسل بُری طرح برباد ہو رہی ہے۔ ان دنوں کیبل پر پاکستان میں ایک انڈین چینل "Pogo" دکھایا جا رہا ہے۔ یہ بظاہر تو بچوں کے لیے کارٹون دیکھنے کا اور دل بھانے کا چینل ہے، مگر اس میں تمام ہندو دیوتاؤں کے نام اور اُن کی خود ساختہ برکتیں استعمال ہو رہی ہیں۔ بچے مالکِ کائنات ''اللہ'' رب العزت کا نام بھول رہے ہیں اور ہنومان جی کی خود ساختہ کرامات کا شکار ہو کر اُن کے نام استعمال کر رہے ہیں۔ یوں یہ زہر ہماری نسل کے رگ و پے میں اُتر رہا ہے۔ اللہ کے لیے اپنی دینی ذمہ کو پورا کیجیے، اس چینل کو بند کروائیے اور مسلم اُمہ کے نونہالوں کو (کم از کم نام نہاد مسلم ہی سہی) دوزخ کی آگ میں گرنے سے روکنے میں اپنا کردار ادا کیجیے۔

خاکسار

محمد یعقوب عمر، لاہور

gracious; for your Lord knows best, who have strayed from His path and who receive guidance." [16:25]

- **WHEN LISTENING TO THE QURAN:**

  "For believers are those who, when Allah is mentioned, feel a tremor in their hearts, and when they hear His signs rehearsed, find their faith strengthened, and put (all) their trust in their Lord." [8:2]

  "Say: Whether ye believe in it or not, it is true that those who were given knowledge beforehand, when it is recited to them, fall down on their faces in humble prostration, and say: Glory to our Lord! Truly has the promise of our Lord been fulfilled! They fall down on their faces in tears, and it increases their (earnest) humility." [17:107-109]

- **WHEN FACED WITH GRIEF:**

  "And for those who fear Allah, He (ever) prepares a way out. And He provides for him from where he never could imagine. And if anyone puts his trust in Allah, sufficient is He for him. For Allah will surely accomplish his purpose; verily, for all things, Allah has appointed a due proportion." [65:2-3]

- **WHEN THINKING & REFLECTING:**

  "Behold! In the creation of the heavens and the earth, and the alternation of night and day, these are indeed signs for those who have understanding. Those who celebrate the praises of Allah, standing, sitting and lying down on their sides, and contemplate the (wonders of) creation in the heavens and the earth (with the thought): Our Lord! Not for naught hast Thou created (all) this. Glory to Thee! Give us salvation from the penalty of the Fire." [3:190-191]

- **WHEN DEALING WITH ENEMIES:**

  "O ye who believe! Stand out firmly for Allah, as witness to justice, and let not the hatred of others to you make you swerve to wrong and depart from justice. Be just; that is closer to piety; and fear Allah, for Allah is well-acquainted with all that ye do." [5:8]

- **WHEN FACING DANGER & THREAT:**

  "Men said to them, a great army is gathering against you, and frightened them. But it (only) increased their faith. They said: For us Allah suffices, and He is the best disposer of affairs." [3:173]

- **WHEN STARTING THE JOURNEY:**

  "In order that ye may sit firm and square on their backs, and when so seated, ye may celebrate the favor of your Lord, and say: Glory to Him who has subjected these to our (use), for we could never have accomplished this (by ourselves)." [43:13]

- **BE TRUTHFUL IN YOUR LIFE:**

  "O ye who believe! Fear Allah, and (always) say a word directed to the Right (*qawlan sadida*), that He may make your conduct whole and sound and forgive you your sins; He that obeys Allah and His Messenger, has already attained the highest achievement."

  [33:70-71]

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام

''جامع کالونی مسجد نزد مارکیٹ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد'' میں

18 اپریل 2010ء بروز اتوار نماز عصر

تا 24 اپریل 2010ء بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4435430, 4434438, 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638 0321-7761916

دعائے مغفرت کی اپیل

حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم شاہ فیصل رلیر کے رفیق عبدالقادر رانڑ وفات پا گئے

حلقہ سرگودھا ڈویژن کے ناظم تربیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن کی خالہ وفات پا گئیں

تنظیم اسلامی خوشاب کے مبتدی رفیق مظہر وحید کے والد وفات پا گئے

سابقہ نقیبہ تنظیم اسلامی فیصل آباد منزہ بی بی کی والدہ محترمہ اور ملتزم رفیق عارف تبسم کی خوشدامن انتقال فرما گئیں

النور کالونی، راولپنڈی کے ملتزم رفیق شیخ امتیاز وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے۔ قارئین اور رفقاء سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

Uwaymir Anjum

CHECK YOUR CONDUCT AGAINST THE QURAN

In the following, I have provided a collage of day-to-day behaviors that the Quran requires of us. I pray to Allah that He allows us all to embody the Quran, beginning with its small and easy requirements to the great mission that it has assigned to us as an Ummah!

- **WHEN WALKING:**

  "And swell not you check (with pride) at others, nor walk in insolence through the earth; for Allah loves not arrogant boasters." [31:18]

  "And the servants of the Most Merciful are those who walk on the earth in humility, and when the ignorant address them, they say, "Peace!" [25:63]

- **WHEN LOOKING:**

  "Say to the believing men that they should lower their gaze and guard their modesty; that will make for greater purity for them; And Allah is well-acquainted with all that they do." [24:30]

- **WHEN WITH YOUR PARENTS:**

  "Your Lord has decreed that you worship none but Him, and that you be kind to parents. Whether one or both of them attain old age in your life, say not to them even a word of contempt, nor repel them, but address them reverently. And, out of kindness, lower to them the wing of humility, and say: My Lord! Bestow on them thy Mercy even as they cherished me in childhood." [17:23]

- **WHEN WITH YOUR SPOUSE:**

  "And among His signs is this, that He created for you mates from among yourself, that ye may dwell in tranquility with them, and He has put love and mercy between your (hearts); verily in that are signs for those who reflect." [30:21]

- **WHEN ENGAGED IN BUSINESS:**

  "Men whom neither traffic nor merchandise can divert from the remembrance of Allah, nor from establishing *salah*, nor from giving charity; Their (only) fear is for the Day when hearts and eyes will be overturned." [24:37]

- **WHEN JUDGING & EVALUATING:**

  "Allah commands you to render your trusts to those to whom they are due, and when you judge between people, judge with justice; how excellence is the teaching which Allah gives you! For Allah is He Who hears and sees all things." [4:58]

- **WHEN DEALING WITH MUSLIMS:**

  "The believers are but a single brotherhood; so make peace and reconciliation between your two (contending) brothers; and fear Allah, that ye may receive mercy." [49:10]

- **WHEN AMUSING:**

  "O you who believe! Let not some of you laugh at others; it may be that the (latter) is better than the (former); Nor defame each other, nor call each other by (offensive) nicknames; ill-seeming is a wicked name after faith; And those who do not desist are the wrong-doers." [49:11]

- **WHEN WITH POOR & NEEDY:**

  "And they feed, for the love of Allah, the indigent, the orphan, and the captive (saying): We feed you for the sake of Allah alone, no reward do we desire from you, nor thanks; we only fear a day of distressful wrath from the side of our Lord." [76:8-10]

- **WHEN DISPUTING:**

  "But no, by your Lord, they can have no faith until they make you (O Prophet) judge in all disputes between them, and find in their souls no resistance against your decisions, but accept them with the fullest submission." [4:65]

- **WHEN CALLING TOWARDS ALLAH:**

  "Invite (all) to the way of thy Lord with wisdom and beautiful preaching; and argue with them in ways that are best and most